www.khanqah.in

Visit us at: www.khanqah.in

ہفتہ وار

مبلغ

اشاعت کا چودھواں سال
14th year of Publication

The Weekly **MUBALLIG**
Srinagar Kashmir

سرینگر کشمیر

قیمت صرف 3روپے

22/نومبر 2013ء جمعۃ المبارک 17 مُحرّمؒ ۱۴۳۵ھ جلد نمبر: 14 شمارہ نمبر: 42

حضرت شیخ نورالدین نورانیؒ چھِ فرماوان:

پاپ تہٕ پُن ییلہِ ہین تولہِ نِ
بایَو تتہِ کُی پائے گُری تَو
لوٗگ وَے ہیوٗر کُن گرِڈھیوٗہ چھوٗنِ
ہوٗن چھُوٕ دَپان وَو وَو وَو

”ذرااس گھڑی کو یاد کرو اور اس کی فکر کرو جب ثواب اور گناہ تولے جائیں گے، اگر اس وقت نیکی کا پلڑا ہلکا اور گناہوں کا بھاری ہوگا تو پھر گھاٹے میں پڑ جاؤ گے، اسی لئے کتّا کہتا ہے:”وَووَووَو“ یعنی بوئے جاؤ، بوئے جاؤ، بوئے جاؤ“

عُلمائے صادقین وصالحین انبیاءؑ کے وارث

اسلئے علماء صالحین کا وجود ضروری ہے

محمد انعام قاسمی

یہ دُنیا تضادات کا مجموعہ ہے، یہاں بلندی ہے تو پستی بھی ہے، سیاہ ہے تو سفید بھی ہے، گرمی ہے تو سردی بھی ہے، بہار ہے تو خزاں بھی ہے، پھول ہیں تو کانٹے بھی ہیں، دِن ہے تو رات بھی ہے، سنگ ہے تو موم بھی ہے، صدق ہے تو کذب بھی ہے، مومن ہیں تو کافر بھی ہیں، صالح ہیں تو فاسق بھی ہیں، جاہل ہیں تو عالم بھی ہیں، داعی الی الخیر ہیں تو داعی الی الشر بھی ہیں۔

ان اضداد کی حکمت اور فلسفہ یہ سمجھ میں آتا ہے کہ ایک ضد کی پہچان اور قدر و قیمت اسی وقت ہوتی ہے جب اس کی دوسری ضد موجود ہو جیسے عربی کا محاورہ ہے کہ **”تعریف الاشیاء باضدادھا“** اشیاء کو ان کی ضد سے پہچانا جاتا ہے۔

اگر دُنیا میں غریبی کا وجود نہ ہوتا تو امارت کی قدر نہ ہوتی، اگر بھوک کا نام ونشان نہ ہوتا تو شکم سیری کی قدر کون کرتا، اگر خزاں نہ ہوتی تو پھولوں کی توقیر کیسے ہوتی، اگر بیماری نہ ہوتی تو صحت کی قیمت کون جانتا، اگر موت نہ ہوتی تو زندگی کی حفاظت کون کرتا، اگر جہالت نہ ہوتی تو حصولِ علم کیلئے انسان مشقت کیوں اُٹھاتا۔

پس جب زمین کی پشت جاہلوں سے خالی نہیں تو ضروری ہے کہ علماء بھی موجود ہوں، جب دُنیا میں ضلالت وگمراہ کی طرف بلانے والے موجود ہیں تو ضروری ہے کہ حق وصداقت کی دعوت دینے والے بھی ہوں۔

جب وسوسے ڈالنے والے اور شکوک وشبہات پیدا کرنے والے بہت ہیں تو ضروری ہے کہ شکوک وشبہات کے کانٹے نکال کر دِلوں میں ایمان ویقین پیدا کرنے والے بھی ہوں۔ جب فرعون اور قارون کے وارثوں سے دُنیا خالی نہیں تو ضروری ہے کہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسّلام کے وارثوں سے بھی بزمِ جہاں خالی نہ ہو بلکہ میرا دعویٰ ہے کہ دُنیا میں کسی چیز کا وجود اتنا ضروری نہیں جتنا کہ علماءِ حق کا وجود ضروری ہے۔ دُنیا اور آخرت کی کامیابی کے لئے بھی علماء کا وجود ضروری ہے اور دُنیا کی بقا کیلئے بھی علماء کا وجود ضروری ہے۔

آپ ایک لمحے کیلئے سوچیں اگر علماء حق نہ ہوتے تو کیا ہوتا، اس میں شک کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا دین کسی کا محتاج نہیں لیکن یہ عالم اسباب ہے یہاں ہر چیز کا کوئی نہ کوئی سبب ہے، ہر معلول کی علت ہے، ہر اثر کا کوئی مؤثر ہے، تو اس عالم المسباب کے پیش نظر کہا جا سکتا ہے کہ:

اگر علماء نہ ہوتے تو نبی کے ورثا اور خلفاء نہ ہوتے۔

اگر علماء نہ ہوتے تو اولیاء واتقیا نہ ہوتے۔

اگر علماء نہ ہوتے تو قرآن وسنت کے تراجم وتفاسیر یں نہ ہوتیں۔

اگر علماء نہ ہوتے تو عوام عقائد وعبادات اور حلال وحرام کے مسائل سے غافل رہتے۔

اگر علماء نہ ہوتے تو ملحدوں اور بدعتیوں کو دین میں تحریف سے روکنے والا کوئی نہ ہوتا۔

اگر علماء نہ ہوتے تو خودسر شاہوں کو شریعت میں ہیر پھیر سے روکنے والا کوئی نہ ہوتا۔

اگر علماء نہ ہوتے تو اکبر جیسے سرپھروں کو دینِ اکبری کی ایجاد کرنے سے کون روکتا۔

تاریخ شاہد ہے کہ جب کبھی کوئی فتنہ رونما ہوا، جب کبھی اسلام میں تحریف کرنے کی کوشش کی گئی، علماءِ حق نے اس کی سرکوبی کیلئے تن من دھن کی بازی لگا دی۔ وہ بھوکے پیاسے تو رہے، انہوں نے طعنے اور گالیاں سنیں، انہیں جیل کی کالی کوٹھریوں میں بھی جانا پڑا، انہوں نے اپنی پیٹھ پر کوڑوں کی ضربات بھی سہہ لیں، وہ مرحلۂ دار ورسن سے بھی گزرے، انہوں نے اپنے اعضاء اور گردن کو کٹوانا بھی منظور کرلیا لیکن انہوں نے کسی ملحد اور بے دین کو کسی جابر وظالم حکمران کو شریعت کے کسی ادنیٰ سے ادنیٰ حکم میں بھی تحریف کی اجازت نہ دی۔

کیا یہ ڈوب مرنے کی بات نہیں ہے کہ جن علماءِ حق کا صدقہ ہمیں دین ملا، جن کی قربانیوں کا صدقہ ہمیں کتاب اللہ ملی، جن کی جانفشانیوں سے ہمیں سنتِ رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم ملی، جن کی جہد وسعی سے مسجدیں آباد ہیں، جن کی کوششوں اور کاوشوں سے مدارس سے قال اللہ وقال الرسول کی آوازیں آرہی ہیں۔

آج! اُنہیں علماءِ حق کو مطعون کیا جائے؟ ان پر سب وشتم کیا جائے؟

ضروری گذارش: محترم قارئین کرام! یہ اَخبار عام اخباروں کی طرح نہیں، اسلئے اس کا اَدب واحترام ہمیشہ قارئین پر واجب ہے۔ مدیر

اُن کی ذات کو ہدف تنقید بنایا جائے؟

ان علماء کا یہ احسانِ عظیم کیا کم ہے کہ وہ آج کے گئے گزرے دَور میں بھی جبکہ دِین کا کوئی قدر شناس نہیں اور اہل علم کی قدر ومنزلت نہیں وہ پھر بھی دِین کی شمع کو روشن کئے ہوئے ہیں، اور مدارس کو آباد کئے ہوئے ہیں۔

میں مانتا ہوں کہ بعض علماءِ سوء بھی ہیں جو علم کے نام پر دھبہ ہیں، جن کا کام سوائے ضمیر فروشی کے کچھ نہیں، جو کتمانِ حق بلکہ تحریفِ حق سے بھی باز نہیں آتے، جن کی زندگی ہر حکمران کی کاسہ لیسی میں گزر جاتی ہے، جو چند ٹکوں کے عوض نقد ایمان کا سودا کر لیتے ہیں، جو کہتے کچھ اور کرتے کچھ اور ہیں۔

افسوس صد افسوس کہ آج کل بعض ایسے ہی نام نہاد مولویوں کی غلط حرکتوں کی وجہ سے بعض لوگ یہ سمجھنے لگے ہیں کہ: مولویت ایک پیشے کا نام ہے۔

مولویت لوگوں کے ٹکڑوں پہ پلنے کا نام ہے۔

مولویت تیجے، چہارم اور چالیسویں کھانے کا نام ہے

مولویت ساتے اور جمعراتے کا نام ہے۔

مولویت مالداروں کی چاکری کا نام ہے۔

مگر میں علماءِ حق کے تاریخی کردار کی بنا پر ڈنکے کی چوٹ کہتا ہوں کہ: مولویت نبی کی وراثت کا نام ہے۔ مولویت صحابہ کی خلافت کا نام ہے۔ مولویت پیامِ نبوت کا نام ہے۔ مولویت خدا کے دین کی خلافت کا نام ہے۔ مولویت صداقت وحقانیت کا نام ہے۔ مولویت ناموسِ رسالت صلّی اللہ علیہ وسلّم اور ناموسِ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی حفاظت کا نام ہے۔ مولویت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کی عزیمت کا نام ہے۔ مولویت ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی فقاھت کا نام ہے۔ مولویت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی حق گوئی کا نام ہے۔ مولویت احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی استقامت کا نام ہے۔ مولویت امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی جرأت کا نام ہے۔ مولویت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی جہدِ مسلسل کا نام ہے۔ مولویت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی بصیرت کا نام ہے۔ مولویت سید احمد شہید اور سید اسماعیل شہید رحمہما اللہ کی شہادت کا نام ہے۔ مولویت قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ

اپنی عزّت اپنے ہاتھ میں

زبان سے صادر ہونے والے بدترین گناہوں میں لعن طعن اور فحش کلامی کرنا داخل ہے۔ یہ بدزبانی کسی بھی صاحب ایمان کو ہرگز زیب نہیں دیتی۔ زبان کے ذریعہ ایذارسانی کرنے والوں کو قرآن کریم میں سخت گناہ کا مرتکب قرار دیا گیا ہے ارشاد خداوندی ہے: ''اور جو لوگ مسلمانوں پر تہمت لگاتے ہیں مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو بدون گناہ کئے تو اُٹھایا اُنہوں نے بوجھ جھوٹ کا اور صریح گناہ کا''۔ اور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بہت سی احادیث مبارکہ میں گالم گلوچ، بدزبانی اور فحش کلامی کی سخت مذمت فرمائی ہے۔ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعض ارشادات مبارکہ درج ذیل ہیں:

(۱) ''مؤمن پر لعنت کرنا (ہی بُرا) ہے جیسے اس کو قتل کرنا'' (مسلم شریف)

(۲) کسی صدیق کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ بہت لعنت کرنے والا ہو۔ (ریاض الصالحین ۳۵۵) (۳) لعنت کرنے والے لوگ قیامت کے روز نہ تو سفارشی ہونگے اور نہ گواہی دینے والے ہونگے۔ (ریاض الصالحین ۳۵۵)

(۴) مسلمان کو گالی دینا فسق ہے۔ (مسلم شریف)

(۵) مؤمن کامل لعن طعن کرنے والا اور فحش اور بے حیائی کرنے والا نہیں ہوتا۔ (مشکوٰۃ شریف)

(۶) سچا مؤمن لعنت باز نہیں ہوتا۔ (مشکوٰۃ شریف)

(۷) جب کوئی شخص کسی چیز پر لعنت کرتا ہے۔ تو اس کی لعنت آسمان کی طرف جاتی ہے وہاں اسکے لئے دروازے بند ہوتے ہیں۔ پھر زمین کی طرف اُترتی ہے تو اس کے دروازوں کو بھی بند پاتی ہے۔ پھر دائیں بائیں جانے کا راستہ ڈھونڈتی ہے اور جب کوئی راستہ نہیں پاتی تو جس پر لعنت کی گئی ہے، اس شخص کی طرف آتی ہے اگر وہ لعنت کا مستحق ہو تو فبہا، ورنہ لعنت کرنے والے پر لوٹ جاتی ہے (یعنی لعنت کرنے والے کی لعنت خود اسی کے گلے پڑ جاتی ہے۔ (ابوداؤد شریف)

(۸) اللہ کی لعنت، اسکے غضب اور جہنم کے ذریعہ آپس میں لعن طعن مت کیا کرو۔ (مشکوٰۃ شریف)

(۹) کامل مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے عام مسلمان محفوظ رہیں (وہ کسی کو ہاتھ اور زبان سے تکلیف نہ دے)۔ (مشکوٰۃ شریف)

(۱۰) یہودی اپنی خباثت باطنی کی بنا پر جب جناب رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں آئے تو بجائے ''السلام علیکم'' کہنے کے ''السّام علیکم'' کہا کرتے تھے، جس کے معنی موت کے ہیں، تو آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم ان کے جواب میں ''وعلیکم'' کہہ کر خاموش ہو جاتے جس کا مطلب یہ ہوتا کہ ان کی بددعا انہی کے منہ پر ماری جاتی لیکن حضرت عائشہؓ کو یہودیوں کی حرکت پر سخت غصہ آتا اور وہ جواب کے ساتھ ساتھ ان پر لعنت بھیجتیں اور اللہ کے غضب کی بددعا دیتی تھیں۔ اس پر آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت عائشہؓ کو یہ نصیحت فرمائی: ''عائشہ ٹھہرو! نرمی اختیار کرو اور سختی اور بدکلامی سے بچتی رہو'' (بخاری شریف) اس لئے مقصود اس کے بغیر بھی حاصل ہے کیونکہ ان کی بددعا حضور اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حق میں قبول نہ ہوگی اور حضور اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بددعا ان کے بارے میں قبول ہو جائے گی۔

(۱۱) رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم گالیاں دینے والے، فحش کلامی کرنے والے اور لعنت کرنے والے نہ تھے (زیادہ سے زیادہ) ہم میں سے کسی پر عتاب ہوتا تو یہ فرماتے اس کی پیشانی خاک آلود ہو۔ اسے کیا ہوا (بخاری شریف)

(۱۲) ایک موقع پر رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ اپنے والدین کو گالی دینا گناہ کبیرہ ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم! بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ کوئی شخص خود اپنے والدین کو گالیاں دے۔ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: ہاں (یہ اس طرح ممکن ہے کہ) وہ کسی شخص کے باپ کو گالی دے پھر وہ شخص اس کے باپ کو گالی دے۔ اسی طرح یہ کسی کی ماں کو گالی دے پھر اس کی ماں کو گالی دی جائے (اس طرح یہ گالی دینے والا خود اپنے والدین کو گالیاں سنوانے کا سبب بن گیا) (مسلم شریف)

(۱۳) حضرت جابر بن سلیمؓ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں پہلی مرتبہ حاضر ہوئے، سلام کیا تعارف ہوا، دولت اسلام سے مشرف ہوئے پھر حضور پاک صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کچھ نصیحتوں پر عہد لینے کی درخواست کی، رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کئی نصیحتیں فرمائیں جن میں ایک اہم نصیحت یہ تھی: ''تم ہرگز کسی کو گالی نہین دینا''۔ حضرت جابر ابن سلیمؓ نے اس نصیحت کو اس قدر مضبوطی سے تھاما کہ مرتے دم تک کسی انسان کو تو کیا کسی جاندار تک کو بھی گالی نہیں دی۔ (ترغیب وترہیب)

۱۴) ایک مرتبہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی مجلس میں کچھ لوگوں کو مچھروں نے کاٹ لیا اُنہوں نے مچھروں کو بُرا بھلا کہنا شروع کیا۔ حضور اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس کو منع فرمایا کہ: مچھر کو بُرا بھلا نہ کہو۔ وہ اچھا جانور ہے اس لئے کہ وہ تمہیں اللہ کی یاد کے لئے بیدار اور متنبہ کرتا ہے۔ (اسی طرح آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مُرغ کو لعنت کرنے سے بھی منع فرمایا ہے) (ترغیب وترہیب) ذرا اندازہ لگائیں جب جانوروں کو بُرا بھلا کہنے سے روکا گیا ہے تو انسانوں کو ایک دوسرے پر لعن طعن کی کیسے اجازت دی جا سکتی ہے؟

اس بدزبانی اور فحش کلامی سے انسان کا وقار خاک میں مل جاتا ہے خواہ آدمی کتنا ہی باصلاحیت اور اونچے عہدہ پر ہو لیکن بدزبانی کی وجہ سے وہ لوگوں کی نظروں سے گر جاتا ہے۔ اس لئے اپنی عزت اور وقار کی حفاظت کے لئے بھی زبان پر کنٹرول کرنا اور اسے بدکلامی سے محفوظ رکھنا ضروری ہے۔ آج جب ہم اپنے مسلم معاشرہ کی طرف نظر اُٹھاتے ہیں تو یہ دیکھ کر سر شرم سے جھک جاتا ہے کہ ہمارے یہاں گالیاں لوگوں کے تکیہ کلام کے طور پر استعمال ہوتی ہیں نہایت فحش اور غلیظ کلمات زبانوں پر اس طرح چڑھتے رہتے ہیں کہ ان کے نکلتے وقت ذرہ برابر ان کی قباحت کا احساس تک نہیں ہوتا۔ اور یہ صرف بڑوں ہی کا حال نہیں بلکہ سڑکوں پر کھیلتے کودتے بچے بھی گالیوں کے معاملہ میں اپنے مربیوں کے کان کاٹتے نظر آتے ہیں۔ یہ نہایت تکلیف دہ صورت حال ہے۔ ہمارا یہ فریضہ ہونا چاہئے کہ ہم خود اپنے کو اسلامی رنگ میں رنگیں۔ اور زبان کی حفاظت کر کے اللہ تعالیٰ سے شرم وحیا کا ثبوت دیں تا کہ ہمیں معاشرہ میں باوقار مقام حاصل ہو سکے اور ہماری آنے والی نسلیں بھی باعزت طور پر زندگیاں گذار سکیں۔

خلاصہ یہ کہ ہماری زبان جھوٹ، غیبت، چغلی، فحش کلامی، لعن طعن اور ہر اس گناہ سے محفوظ رہنی چاہئے جن کا صدور زبان سے ممکن ہے۔ اسی صورت میں ہم ارشاد نبوی صلّی اللہ علیہ وسلّم ''فليحفظ الراس و ما وعیٰ'' پر صحیح معنی میں عمل پیرا ہو سکتے ہیں۔

ضلع کولگام میں دینی کتابوں کا مرکز
اسلامی بک شاپ
نزدیک صدر ڈاکخانہ کولگام
فون نمبرات: 9858899587,
9906793959

بقیہ: صفحہ اوّل سے آگے......

کے علم وحکمت کا نام ہے۔ مولویت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی غیرت کا نام ہے۔ مولویت مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت وتبلیغ کا نام ہے۔ مولویت عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ کی تڑپ کا نام ہے۔ مولویت حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت اور شوقِ شہادت کا نام ہے۔

ہمارا روحانی رشتہ انہی بزرگوں سے ہے۔

ہم جب تک ان بزرگوں کا نام لیتے رہیں گے باطل کو للکارتے رہیں گے اور جب حق بات کہنے کی توفیق نہ رہے تو ان بزرگوں کا نام لینا بھی چھوڑ دیں گے تا کہ یہ بزرگ بدنام نہ ہوں۔ ؎

خوشا آبلہ پا کاروانِ اہل جنون
لٹا گیا جو بہاروں پہ اپنی سرخی خون

DARUL ULOOM SAWA-US-SABEEL EDUCATIONAL INSTITUTE KHANDIPORA KULGAM

ADMISSION OPEN

"SUCCESS OF BOTH THE WORLDS"

"Committed to the Excellence"

"Under the guidance of Maulana Hamidullah Sahib DamatBarkatuhum"

The School offers admission from Class Nursery to 10th (Boys & Girls) for the academic session 2013-14.

Salient Features:

1. Complete and obligatory veil (Pardah) for girls from class 6th onwards.
2. The School starts functioning with the "Tilawat- e- Qur'an" and "Deen kee Batein".
3. Memorization of Qur'an and Hadith with english translation.
4. Eco- friendly and pollution free brand location.
5. Learning by doing, activity based methods of teaching - learning.
6. Features that make learning fruitful and enjoyable.
7. Well Qualified, experienced, committed and trained faculty of teachers to give your children the best academic base.
8. Science, Mathematics, Computer Science with state of the art labs and library.
9. Special measures for orphans, poor and deserving students.
10. Affordable fee structure.
11. Advisory board of qualified scholars from Islamic and academic fields.
12. Periodic check- up by a board of expert doctors.
13. Boarding facility for boys only.

So rush now to get your Wards admitted at the earliest.

Principal
DUSSEI Khandipora Kulgam

For more details contact Cell No's: 9906431306, 9622627265

www.khanqah.in

www.khanqah.in

ہفتہ وار
مبلغ
سرینگر کشمیر

22 نومبر 2013ء جمعۃ المبارک

اخلاقی دیوالیہ پن۔ نئے زمانے کا فیشن

گذشتہ برسوں سے کشمیر میں بے حیائی اور بے راہ روی جس شدت سے بڑھ گئی ہے اس کے ہیبت ناک نتائج دھڑا دھڑ سامنے آرہے ہیں، جسم فروشی، اغوا، عصمت دری، خودکشی قتل وغیرہ وغیرہ کی وارداتیں اس طرح فروغ پانے لگی ہیں کہ پورا کشمیر تباہی او رہلاکت کے دَلدل میں دھنسا جارہا ہے، نہ کشمیر کا وقار باقی رہا ہے اور نہ ہی عزت وناموس محفوظ ہے۔ جیسے اخباری اطلاعات سے ظاہر ہے کہ گھروں میں اب ''کنواری مائیں'' ہیں اور ''بن باپ'' کے بچے ہیں۔ بیوی نے خاوند کو قتل کردیا اور اسے افسوس نہیں۔ بہن اور بیٹی بھاگ گئی، بھائی اور باپ پھر بھی منہ دکھانے کے لائق ہیں واہ!۔ خودکشیاں، اب خلاف معمول واقعات میں سے نہیں رہیں، غور کیا جائے کہ اس تباہی اور بربادی کا ذمہ دار کون ہے تو ذہن کے دھندلکوں سے ہر اس شخص کی شبیہہ ابھرتی ہے جو اس آگ میں یا تو جھلس گیا ہے یا جسے اپنے جھلس جانے کا بھی احساس نہیں۔ مشہور صحابی اور مفسر قرآن حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ ان کی عقلیں اُٹھالی جائیں گی یہاں تک کہ (ہزاروں) میں ایک آدمی بھی عقلمند نظر نہ آئے گا۔!

یہی کچھ کشمیر میں ہوا۔ لوگوں کی عقلیں ان کے گناہوں کے سبب میں اُٹھالی گئیں، ادھر ٹیلی ویژن نے گھروں میں باپ بیٹی اور ماں بیٹے اور بہن بھائی کے درمیان تمام ''امتیازات'' مٹا دیئے، ننگے جسموں اور گندے مکالموں نے گھر میں نہ باپ کا دبدبہ باقی رکھا اور نہ ہی بیٹی کی شرافت بچ سکی، رشتے گالی گلوچ کی عبارت بن گئے، پھر بھی لوگ ہیں کہ ٹیلی ویژن گھروں میں فخریہ طور رکھتے ہیں اور بہنوں اور بیٹیوں کی عزت وناموس سے بے پروا۔! اللہ رحم کرے۔

پہلے وقت میں کوئی ناچ گانا دیکھتا تو دیکھنے کے باوجود اسے برا سمجھتا تھا اور دوسرے لوگ بھی ایسے شخص سے دور رہتے تھے، ناچنے والی کو نچنیا اور طوائف کہا جاتا تھا، اسے بدچلن کہا جاتا تھا، شریف گھرانوں میں ایسی لڑکیوں اور ایسے تماشوں کے دیکھنے والوں تک کا داخلہ بھی ممنوع تھا۔ مگر اب بے حیائی کے دلدادہ اور مغرب پرست خطیبوں نے اس فحاشی اور بدچلنی کو فن اور آرٹ کی صورت میں پیش کیا ہے، ناچ گانے اور فحاشی کو اب آرٹ کہا جاتا ہے، اور طوائفوں کو آرٹسٹ، اب ہر گھر اس ''آرٹ'' کا دلدادہ بن گیا ہے۔ اور ٹیلی ویژن انہیں خوب ''آرٹسٹ'' بنا رہا ہے۔ یہاں تک کہ اخلاقی دیوالیہ پن کو نئے زمانے کا فیشن بتایا جارہا ہے۔ نتیجہ کہ خاوند ایسی بیوی سے مشتبہ ہے۔ بچے کو اپنے باپ پر شبہ ہے۔ غرض یورپ اب کشمیر کو اپنی ''قدروں'' کی زد میں لارہا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ ہمیں فہم عطا کرے اور ہمارے عیوب ہم پر ظاہر ہوں اور ان عیوب کو دور کرنے کی توفیق بھی عطا فرماوے۔ آمین۔

جواھر القرآن

سورۂ اخلاص ۔ 2

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ، لفظ قل میں اشارہ ہے رسول اللہ ﷺ کی نبوت ورسالت کی طرف کہ اُن کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے لوگوں کی ہدایت کا حکم ہورہا ہے اور لفظ اللہ اُس ذات کا نام ہے جو واجب الوجود ہے اور تمام کمالات کا جامع اور تمام نصائص سے پاک ہے۔ احد اور واحد ترجمہ تو دونوں کا ایک ہی کیا جاتا ہے مگر مفہوم کے اعتبار سے لفظ احد کے معنے میں یہ بھی شامل ہے کہ وہ ترکیب اور تجزیہ سے اور تعدد سے اور کسی چیز کی مشابہت اور مشاکلت سے پاک ہے یعنی وہ کسی ایک یا متعدد مادوں سے نہیں بنا، نہ اُس میں تعدد کا کوئی امکان ہے نہ کسی کے مشابہ ہے، یہ جواب ہوگیا اُن لوگوں کا جو اللہ تعالیٰ کے متعلق پوچھتے تھے کہ وہ سونے چاندی کا ہے یا کسی جوہر کا۔ اس ایک مختصر جملہ میں ذات وصفات کے سب مباحث آگئے اور لفظ قل میں نبوت رسالت کا مسئلہ آگیا اس میں غور کرو تو یہ ایک مختصر جملہ اُن عظیم الشان مباحث کو حاوی ہیں جو بڑی بڑی جلدوں میں لکھے جاتے ہیں۔

اَللّٰهُ الصَّمَدُ لفظ صمد کے بہت سے معنی ہوسکتے ہیں اسی لئے حضرات مفسرین کے اقوال اس میں بہت ہیں۔ امام حدیث طبرانی نے کتاب السنہ میں ان تمام اقوال کو جمع کرنے کے بعد فرمایا کہ یہ سب صحیح ہیں اور ان میں جو صفات بیان کی گئی ہیں وہ سب ہمارے رب کی صفات ہیں، لیکن اصل معنی صمد کے یہ ہیں کہ جس کی طرف لوگ اپنی حاجات اور ضروریات میں رجوع کریں اور جو بڑائی اور سرداری میں ایسا ہو کہ اُس سے کوئی بڑا نہیں، خلاصہ یہ کہ سب اُس کے محتاج ہوں وہ کسی کا محتاج نہ ہو۔ (ابن کثیر) لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ یہ اُن لوگوں کا جواب ہے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے نسب نامہ کا سوال کیا تھا کہ اس کو مخلوق پر قیاس نہیں کیا جاسکتا جو توالد وتناسل کے ذریعہ وجود میں آتی ہے نہ وہ کسی کی اولاد ہے نہ کوئی اُس کی اولاد۔ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ، کفو کے لفظی معنے مثل اور مماثل کے ہیں، معنے یہ ہیں کہ نہ کوئی اُس کا مثل ہے نہ کوئی اُس سے مشاکلت اور مشابہت رکھتا ہے۔

سورہ اخلاص میں مکمل توحید اور ہر طرح کے شرک کی نفی ہے: اللہ کے ساتھ کسی کو شریک سمجھنے والے منکرین توحید کی دنیا میں مختلف اقسام ہوئی ہیں۔ سورہ اخلاص نے ہر طرح کے مشرکانہ خیالات کی نفی کرکے مکمل توحید کا سبق دیا ہے کیونکہ منکرین توحید میں ایک گروہ تو خود اللہ کے وجود ہی کا منکر ہے بعض وجود کے تو قائل ہیں مگر وجوب وجود کے منکر ہیں بعض دونوں کے قائل ہیں مگر کمال صفات کے منکر ہیں۔ بعض یہ سب کچھ مانتے ہیں مگر عبادت میں غیر اللہ کو شریک ٹھہراتے ہیں۔ ان سب کے خیالات باطلہ کا رد اللّٰہ احد میں کیا گیا، بعض لوگ عبادت میں بھی کسی کو شریک نہیں کرتے مگر حاجت روا اور کارساز اللہ کے سوا دوسروں کو بھی سمجھتے ہیں اُن کے خیال کا ابطال لفظ صمد میں ہوگیا بعض لوگ اللہ کے لئے اولاد کے قائل ہیں اُن کا رد لم یلد میں ہوگیا۔ واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم

اَدعِیۃ الرسول صلّی اللہ علیہ وسلّم

خوشخبری یا پریشانی کی بات سننے والا کیا کہے؟

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس اگر کوئی خوش کن خبر آتی تو آپ فرماتے:

''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ بِنِعْمَتِهٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ'' (حاکم: ۱/۶۷۸، صحیح الجامع: ۲/۲۰۱)

سب تعریفیں اللہ ہی کیلئے ہے جس کے انعام کے باعث ہی مکمل ہوتے ہیں نیک کام۔

اگر کوئی ناپسندیدہ معاملہ سامنے آتا تو فرماتے:

''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ'' (سب تعریف اللہ ہی کیلئے ہے ہر حال میں)

رسول اکرم (ﷺ) پر درود بھیجنے کی فضیلت

۱۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا فرمان ہے کہ جو شخص مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا۔ (مسلم حدیث: ۴۰۸)

۲۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا فرمان ہے کہ میری قبر کو میلہ گاہ نہ بناؤ اور مجھ پر درود بھیجو تم جہاں بھی ہو تمہارا درود مجھے پہنچ جاتا ہے۔ (ابوداؤد حدیث: ۲۰۴۲، احمد: ۲/۳۶۷)

۳۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا فرمان ہے کہ بخیل وہ ہے جسکے پاس میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔

۴۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ایسے ہیں جو روئے زمین پر چلتے پھرتے ہیں وہ میری اُمت کا سلام مجھے پہنچاتے ہیں۔ (نسائی حدیث: ۱۲۸۳، حاکم: ۲/۴۲۱)

۵۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا فرمان ہے کہ کوئی شخص (جب) بھی مجھے سلام کہتا ہے اللہ تعالیٰ میری روح مجھے واپس لوٹا دیتا ہے تاکہ میں اسے سلام کا جواب دوں۔ (ابوداؤد حدیث: ۲۰۴۱)

www.khanqah.in

لڑکیاں بے راہ روی کی شکار کیوں؟

افسوس اس فتنہ عظیم کی بھی ابتدا ہوگئی اور بڑی تیزی کیساتھ یہ سیلاب اُمنڈ رہا ہے۔ ہم نے جب غیر اقوام کی عورتوں کو زینت آرائے محفل اور بازاروں کی رونق افزا دیکھا تو اِن ظاہری مناظر سے متاثر ہو کر ناعاقبت اندیشی سے کام لیا اور بلا خوف وخطر اپنی بہو بیٹیوں کو اس دہکتی ہوئی آگ میں جھونک دیا۔ یہ چنگاری وقتی طور پر ضرور خوشنما معلوم ہوتی ہے۔ مگر انجام کار جلا کر خاکستر کر دیتی ہے۔ عورت ایک گوہر بے بہا تھی جس سے مقصود شوہر کی روحانی تسکین تھی مگر اس نے منظر عام پر آ کر اپنی تمام قیمت کو کھو دیا۔ یورپ مادہ پرست ہے وہ اس روحانی جوہر کی کیا قدر کرتا۔ چنانچہ مادی فوائد اور منافع کی خاطر جنس لطیف کو برسر بازار رسوا کیا۔ مسلمان کہلانے والے یورپ زدہ طبقے نے اس حیا سوز اور عبرت شکن چلن میں بھی تقلید کی انہوں نے اپنی بیوی اور بہو بیٹیوں کو ایک بازاری جنس بنانا گوارا کیا اور ایک ''صلائے عام'' شروع ہوگئی کہ قومی ترقی اس کے بغیر ممکن ہی نہیں۔ مگر سب نے دیکھ لیا کہ شرافت اور اسلامیت تو ہاتھ سے گئی ہی تھی اور قوم نے بھی کوئی ترقی نہیں کی۔

نہ تو انگریز بنے ہم نہ مسلمان رہے
عمر سب مُفت میں کھویا کئے نادان رہے
(اکبر الہ آبادی)

جس کی نگاہیں سیکنڑوں کا انتخاب کرتی ہوں اور ہزاروں نگاہیں اس کی حسن وخوبی کو چراتی ہوں وہ کبھی ایک کی ہو کر نہیں رہ سکتی۔ ایک کا ہو کر رہنے کی اولین شرط یہ ہے کہ غیر سے نگاہیں بند ہوں۔ جب غیر نگاہوں کے ذریعہ دل میں اتر گیا اور ضرور اُترے گا بلا قصد اور ارادہ کے اُترے گا تو پھر لطیف یکتائی کہاں رہا؟ جب حقیقی لطف ہی نہیں تو تسکین روح و اطمینان خاطر کیوں کر نصیب ہو؟ یہی وجہ ہے کہ جو سکون و قرار گھر کے چار دیواری میں نصیب ہوتا تھا وہ آج بے قراری اور بے اطمینانی سے بدل گیا اور گھر بجائے راحت کدے کے غم کدے بن گئے۔ اگر گھریلو زندگی کا لطف کہیں ہے تو انھیں گھرانوں میں جو خوش قسمتی سے اس تہذیب و ترقی سے دور ہیں۔

سخت حیرت عورتوں کی کج فہمی پر ہے کہ وہ اپنی اس ذلت و رسوائی کو ترقی اور آزادی سمجھ رہی ہے۔ اسلام نے بیوی کو شوہر کے دل کی مِلکہ اور گھر کی مالکہ بنایا تھا۔ مگر اب اس کی حیثیت تفریحی کھلونے سے زائد نہیں۔ جب دل بھر گیا بیکار کر پھینکا یا پھر ایک خوبصورت تصویر ہے جس سے شوہر کے احباب دل بہلائیں۔ اگر یہی اس جنس کی دل ارزانی رہی تو پھر وہ وقت کچھ دور نہیں جب اس جنس کے خریدار بہت ہونگے مگر قدر دان کوئی نہیں ہوگا۔ یورپ کی سرزمین اس کی زندہ مثال ہے۔ یہ صرف اس امور کی جانب اجمالی اشارہ ہے۔ اس قسم کی اور بھی وجوہ بیان ہو سکتی ہیں اور ان سے بڑھ کر خرابیاں ان سے پیدا ہو رہی ہیں لیکن علاج کا ارادہ کرنیوالوں کیلئے انہی امور پر غور کر لینا بھی کافی ہے۔

اسلام نے ایک نرالا نظریہ زندگی، انوکھے جذبات اور رجحانات انسانوں کو عطا کئے تھے جو ملکوتی اور جبروتی تھے اور سراسر روحانیت تھے اور ساری مادیت اس روحانیت کے تابع اور مطیع و فرمابردار تھی اور یہی معیار تھا شرافتِ انسانی کا اور امتیازی شان تھی ایک مسلمان کی۔ مرور زمانہ اپنی غفلت و مدہوشی سے زنگ آلود ہو گئے۔ ایسی حالت میں سابقہ پڑا مادہ پرست قوم سے وہاں جو کچھ تھا سب مادی تھا روحانیت کا شائبہ تک نہ تھا۔

نظریہ زندگی، جذبات مادی، رجحانات مادی، خیالات مادی غرض ہر شے اسلامی نظریات کے مخالف اور متضاد تھی۔ اسلامی نظریات پہلے ہی سے زنگ آلود اور نگاہوں سے اوجھل تھے۔ ہم نے بجائے اس کے کہ انکو صیقل کرتے اور جلا دیتے ان مادی نظریات کو اپنا لیا اور اتنا اپنا لیا کہ بالکل ان کے ہو گئے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ روحانی نظریات اس قدر زنگ آلود ہو گئے کہ اب ان کا وجود عدم برابر ہے۔ اور اس میں اور مادہ پرستوں میں کوئی امتیاز نہ رہا لامحالہ ہم بھی وہی کرنے لگے جو ان کو کرنا تھا۔ جب ہمارے دل و دماغ کے سانچے ہی بدل گئے تو اپنی ہر چیز بدنما معلوم ہونے لگی۔ اب جو کچھ دیکھتے ہیں غیروں کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور جو کچھ کرتے ہیں غیروں کو دیکھ کر کرتے ہیں۔ اپنی سب ادائیں کھو گئیں اور اسلامیات ساری کی ساری چھوڑ دی گئیں۔ اگر کچھ اسلامی باتیں باقی ہیں تو محض رسمی طور پر۔

ظاہر ہے کہ اس کا علاج اس کے سوا کچھ نہیں کہ زندگی کے رخ کو بدلا جائے اور ان زنگ آلود جواہرات کو صیقل کیا جائے۔ اگر معیار زندگی کو نہ بدلا گیا تو اپنے مٹے ہوئے نشانات کا پانا دشوار ہوگا۔ جب دیکھنے والی نگاہیں نہ ہوں گی تو دکھائی کیسے دیں گی؟ اگر کوئی بتانے والا بتائے گا بھی تو دل اس کو قبول نہ کرے گا اگر دل پر بھی جبر کر لے گا تب بھی سخت دشواریوں کا سامنا ہوگا۔ دونوں نظریات بالکل مخالف اور متضاد ہیں۔ دو متضاد چیزوں کا جمع ہونا محال، اس لئے قدم قدم پر ٹکراؤ ہوگا اور سخت مشکل اور کشمکش آئے گی۔ پس سہل ترین تدبیر یہی ہے کہ اس نظریہ زندگی کو چھوڑا جائے اور اسلامی نظریات کو اختیار کیا جائے۔ پھر بھلائی اور بُرائی کی اصلی حقیقت واضح ہوگی اور طبیعت خود بخود بھلائی کی خوگر اور بُرائی سے متنفر اور بیزار ہوگی۔

اس کیلئے کسی بڑے ایثار یا قربانی کی ضرورت نہیں نہ جاگیروں اور زمینوں کو چھوڑنا ہوگا، نہ ملازمتوں اور تجارتوں کو برباد کرنا ہوگا، نہ مال و زر کا صرفہ ہوگا، نہ کوئی محنت و مشقت کا کام۔ صرف دل کی دنیا بدلنی ہے اور نیت اور ارادہ کو ٹھیک کرنا ہے۔ جو کام طبعی خواہش کے تقاضے سے کیا جاتا ہے۔ وہی کام خدا کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنیکے لئے اس کے حکم کے موافق کرنا ہوگا۔ کام ایک ہی کرنا ہے اگر نفس کے تقاضے سے کیا جائے اور خدا کے حکم کی پرواہ نہ کی جائے تو سرکشی اور کفران ہے۔ اور خدا کے حکم سے خدا کی رضا کے لئے کیا جائے تو بندگی اور عین ایمان ہے۔

اب ہم عبادت بھی کرتے ہیں تو اس میں نفسانی اغراض شامل ہوتی ہیں۔ پھر حکمرانی اور جہاں بانی بھی کریں گے تو یہ خدا کی رضا کے لئے ہوگی اور عین عبادت ہوگی۔ کام کچھ مشکل نہیں بس ذرا سا دل پر جبر کرنا ہے اور اس کے رُخ کو سیدھا کرنا ہے۔ بالفاظ دیگر خودی کو چھوڑ نا اور خدا کا ہو جانا۔ اللہ تعالیٰ عمل کرنیکی توفیق دیں، آمین۔

تعلیمی نظام کیوں بگڑتا جا رہا ہے؟

مشتاق احمد ۔ کولگام

مروجہ نظامِ تعلیم میں خامیوں کی جس قدر بھر مار ہے اس کا اندازہ اسی ایک امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ تعلیمی اداروں میں آئے دِن طرح طرح کے ہنگامے ہوتے رہتے ہیں، او رنتیجہ ملک کی مقتدر جامعات کے تعلیمی سال کا اکثر و بیشتر حصہ انہی مختلف قسم کے ہنگاموں کی نذر ہو جاتا ہے۔ اس تعلیم کے جائزے کیلئے جو طریق کار تجویز کیا گیا ہے وہ بھی انتہائی ناقص ہے، ذاتی مشاہدات کی بنا پر یہ یقین رکھنے میں حق بجانب ہوں کہ اس نظامِ امتحان کے تحت کامیاب ہونے والوں میں پچانوے فیصد وہ اصحاب ہوتے ہیں جو نقل کے ذریعے کامیابی حاصل کرتے ہیں، صرف پانچ فیصد اپنی محنت اور ذاتی ذہانت کے بل پر کامیاب ہوتے ہیں، ناکام ہونے والوں کی اکثریت ان لوگوں پر مشتمل ہوتی ہے جو اپنے اندر نقل کرنے کی صلاحیت بھی نہیں رکھتی۔

جدید ماہرین تعلیمات کی نظر میں امتحان کا موجودہ طریقہ فرسودہ ہو چکا اور طلبہ کی لیاقت کا صحیح اندازہ لگانے میں ناکام ہو چکا ہے، اسلئے تحریری امتحان کے بجائے تقریری امتحان کا طریقہ رائج کرنے کی ضرورت ہے، اسی سے طالب علم کی لیاقت وقابلیت اور اس کی صلاحیت کا کسی حد تک اندازہ لگانا ممکن ہے۔ تعلیم روز بروز گراں تر ہوتی چلی جا رہی ہے، عام لوگ اپنے بچوں کو اس قدر مہنگی تعلیم دلانے کی اپنے میں ہمت نہیں پاتے، اسلئے تعلیم سے دلچسپی رکھتے ہوئے بھی ان کے بچے اس بھلی بری تعلیم سے بھی محروم رہتے ہیں، جس سے ایک حد تک معاش میں مدد ملتی ہے۔ یہ کس قدر افسوس ناک حقیقت ہے کہ تعلیم پر بھی امراء نے اپنی اجارہ داری قائم کر رکھی ہے اور پبلک اسکولوں کے ذریعہ اپنی اس اجارہ داری کو اور زیادہ مستحکم کر لیا ہے عوامی احتجاجات کے باوجود حکومت کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگی اور تعلیم میں یہ دو عملی آج بھی قائم ہے جو ملک وملت کی جڑوں کو کھوکھلا کر رہی ہے۔

تعلیم کو ارزاں کرنے کے سلسلے میں میری ناقص رائے میں اولین قدم کے طور پر یہ کیا جا سکتا ہے کہ پانچویں جماعت تک صرف دو کتابیں ہی کافی سمجھی جائیں، ایک کتاب ریاضی، اور دوسری اردو کی کتاب، اردو کی یہ کتاب صرف اردو ہی کیلئے نہیں بلکہ اس سے تاریخ، جغرافیہ، سائنس اور دینیات کی کتاب کا کام بھی لیا جا سکتا ہے، اور اس سے تعلیمی اخراجات میں خاصی کمی واقع ہو سکتی ہے۔

تعلیم و تعلّم کوئی مشینی عمل نہیں ہے کہ کسی لگے بندھے اصول پر کام کرنا ہی مفید ثابت ہو سکے، اس میں اساتذہ کو بے جان مشینوں سے واسطہ نہیں پڑتا بلکہ جیتے جاگتے انسانوں کو تعلیم و تربیت کے ایک خاص سانچے میں ڈھالنا مقصود ہوتا ہے اور انسانی اذہان اور ان کی نوعیت کو متعین کر لینا کوئی آسان کام نہیں، انسان کی فطرت وجبلّت میں بھی نمایاں فرق نظر آتا ہے اور پھر مختلف استعداد کے لوگوں سے بھی سابقہ پیش آتا ہے۔ اساتذہ پوری آزادی کے ساتھ ہی تعلیم وتدریس کے فرائض صحیح طریقے سے انجام دے سکتے ہیں، طلبہ کی فطرت وجبلّت اور صلاحیت اور ان کے اذہان کی ساخت کو ملحوظ رکھتے ہوئے جس طالب علم کیلئے جو طریق تعلیم وہ موزوں سمجھتے ہوں اس طریق تعلیم پر عمل کرنے کی انھیں کامل آزادی ہونی چاہیے۔

ہر طالب علم کیلئے تو یقیناً ایک استاذ مخصوص نہیں کیا جا سکتا لیکن بہر حال اتنا ضرور کیا جا سکتا ہے کہ طلبہ کی جماعت بندی کرتے وقت ان کے اذہان اور ان کی صلاحیتوں کو پیش نظر رکھا جائے، اعلیٰ ذہن رکھنے والے طلبہ، متوسط اور ادنیٰ درجے کی ذہین طلبہ کو تین جماعتوں میں منقسم کر لیا جائے اور پھر ان کی استعداد کے مطابق اساتذہ مصروف تدریس ہوں تو یقیناً اس کے بہتر نتائج برآمد ہو سکتے ہیں۔ تعزیری قوانین کے سلسلے میں بھی حقائق اور واقعات سے صرف نظر کر لینا مناسب نہیں، محض پند و نصیحت سے کام چل سکتا تو جیلوں کی ہرگز ضرورت نہ پڑتی۔ انبیاء و مرسلین سے بڑھ کر کس شخص کی نصیحت کارگر ثابت ہو سکتی ہے لیکن انھوں نے بھی محض وعظ و نصیحت کو کافی نہیں سمجھا اور صرف نرم رویہ ہی اختیار نہیں کیے رکھا، بلکہ سخت گیری سے بھی کام لیا اور مجرمین کو سزائیں بھی دیں۔ اساتذہ در حقیقت اسی فریضے کو بجا لاتے ہیں جس کی انجام دہی کیلئے اللہ تعالیٰ نے انبیائے کرام کو مبعوث فرمایا تھا، ان کا بھی یہ حق مسلمہ ہے کہ اگر محض وعظ و نصیحت سے کام نہ چلتا ہو تو پھر وہ طلبہ کو مناسب سزا بھی دے سکتے ہیں۔

SAMEER & CO
Deals with:
PLY WOOD, HARDWARE, PAINTS ETC
ایک بار آزمائیے، بار بار تشریف لائیے
H.O: K.P. ROAD ISLAMABAD
Contact No's: 9419040053

www.khanqah.in

آپ کے پوچھے گئے دینی سوالات

سوال: کیا صرف فرائض کی قضا ہوتی ہے وتر اور سنت کی قضا نہیں ہوتی ہے۔ جب ایک عالم فاضل نے دورانِ درس یہ کہا کہ قضا کوئی چیز نہیں، جب کسی نماز وتر کے ادا کا وقت ختم ہوگیا تو اب قضا کی بھی ضرورت نہیں، کیا یہ صحیح ہے؟

فیاض احمد بٹ۔ شیر پورہ گاندربل

جواب: وبالله التوفيق ۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وتر واجب ہے اور واجب کی قضا ضروری ہوتی ہے۔ امام ابوحنیفہؒ کی دلیل حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا یہ قول ہے: "انّ الله تعالىٰ زادكم صلوٰة الاَ وهى الوتر فصلوها مابين العشاء الى طلوع الفجر" صاحب عنایہ نے لکھا ہے کہ اس حدیث سے چند طریقوں پر استدلال کیا گیا ہے۔ اوّل یہ کہ زیادت کی نسبت اللہ کی طرف کی گئی ہے اور سنتوں کی نسبت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی طرف کی جاتی پس اگر وتر کی نماز سنت ہوتی تو حدیث میں بجائے اللہ کی طرف نسبت کرنے کے رسول کی طرف نسبت کی جاتی لیکن چونکہ رسول کی طرف نسبت نہیں کی گئی اس لئے وتر کی نماز سنت نہیں ہو گی بلکہ واجب ہوگی۔ کسی چیز پر زیادتی اسی وقت ہوتی ہے جبکہ شئی مزید علیہ (جس پر زیادتی کی گئی ہو) محدود العدد ہو اور یہ بات مسلّم ہے کہ نوافل غیر محدود ہیں ان کی کوئی انتہا نہیں پس زیادتی فرائض پر ہوگی۔ کیونکہ محدود العدد ہیں اور چونکہ مزید (جس کی زیادتی کی گئی) کا مزیدہ علیہ کے ہم جنس ہونا ضروری ہے اسلئے اس کا مقتضی یہ ہے کہ فرائض پر جس چیز کی زیادتی کی گئی یعنی وتر کی وہ بھی فرض ہو مگر چونکہ حدیث خبر واحد ہونے کی وجہ دلیل غیر قطعی ہے اور دلیل غیر قطعی سے واجب تو ثابت ہوسکتا ہے لیکن فرض ثابت نہیں ہوتا اسلئے وتر واجب ہوگا۔ حدیث مذکور میں فصلّوها امر کا صیغہ ہے اور امر وجوب کیلئے آتا ہے لہٰذا اس سے بھی وتر کا وجوب ثابت ہوگا۔ صاحب ہدایہ نے کہا کہ وتر چونکہ واجب ہے اسلئے اس کی قضا واجب ہوتی ہے۔ امام صاحبؒ کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ سردار دو جہاں صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ "الوتر حق واجب فمن لم يوتر فليس منا" یعنی وتر حق واجب ہے جس نے وتر کی نماز نہیں پڑھی وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (ابوداؤد) مسلم شریف میں ابوسعید خدریؓ کی حدیث ہے "ان النبى صلّى الله عليه وسلّم قال اوتروا قبل ان تصبحوا" یعنی حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ صبح ہونے سے پہلے پہلے وتر پڑھ لو۔ اس حدیث میں اوتروا امر کا صیغہ ہے جو وجوب پر دلالت کرتا ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب (ہدایہ، الجوہرۃ النیرۃ، نورالایضاح، قدوری)

سوال: کیا غیبت کسی صورت میں جائز ہوسکتی ہے؟

اگر آپ احادیث میں غور فرمائیں گے تو اس طرح کے جواز کی بہت سی صورتیں نکلتی ہیں۔ چنانچہ ابوداؤد شریف میں یہ روایت موجود ہے۔ حضرت جندبؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک دیہاتی اونٹ پر سوار ہوکر مدینہ آیا اور اپنے اونٹ کو اس نے بٹھایا۔ اس کی رسّی کو باندھ کر مسجد میں داخل ہوگیا پھر اس نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پیچھے نماز پڑھی۔ بعد از سلام فوراً اپنی سواری کے پاس آیا۔ اسے کھول کر اس پر سوار ہوگیا اور پھر اس نے بُلند آواز سے یہ کہا۔ ''اے اللہ تو ہم پہ اور محمد پر رحم فرما اور میری اس رحمت میں کسی کو شریک نہ فرما''۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جب یہ سُنا تو ارشاد فرمایا: کیا تم بتلا سکتے ہو کہ یہ دیہاتی زیادہ ناداں ہے یا اس کا اونٹ؟ کیا تم نے نہیں سُنا کہ اس نے کیا کہا؟ (انتہی الحدیث) سلام کے فوراً بعد وہ شخص اونٹ پر سوار ہو کر چلا گیا۔ اتقولون هو اضل ام بعيره آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا یہ ارشاد فرمانا اس کے غائبانہ میں تھا۔ اگر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اسکی تردید نہ فرماتے تو صحابہ کرامؓ کے دلوں میں یہ بات آسکتی تھی کہ اس طرح کی دعا مانگنا درست ہے۔ لہٰذا اس غلط فہمی کے ازالہ کیلئے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس کے غائبانہ میں یہ مذکورہ کلام ارشاد فرمایا۔

فاطمہ بنت قیسؓ کی روایت تو بہت ہی مشہور ہے۔ جب ان کے پاس شادی کا پیغام آیا۔ تو پیغام دو صاحبوں کے جانب سے آیا۔ ایک حضرت معاویہؓ کی جانب سے تھا اور ایک ابوالجہمؓ کی جانب سے تھا۔ فاطمہ بنت قیسؓ نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے مشورہ طلب کیا۔ تو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ دیکھو معاویہؓ تو وہ مفلس ہیں اور ابوالجہمؓ کا حال یہ ہے کہ وہ بیویوں کو بہت مارتے پیٹتے رہتے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا یہ فرمانا کہ یہ معاویہؓ مفلس ہیں اور ابوالجہمؓ بیویوں کو زیادہ مارتے رہتے ہیں۔ یہ ان دونوں حضرات کے غائبانہ میں تھا۔ یہاں ضرورت درپیش تھی لہٰذا اسے غیبت میں شمار نہیں کیا جاسکتا۔ ایک مرتبہ حضرت ابوسفیانؓ کی بیوی ھند بنت عتبہؓ نے دربارِ رسالت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ ابوسفیان بخیل آدمی ہیں اور بال بچوں کو اتنا نہیں دیتے ہیں جو ضروریات کیلئے کافی ہو۔ (متفق علیہ) ھند بنت عتبہؓ کا کہنا غائبانہ میں تھا۔ یقیناً یہ غیبت ہے لیکن اپنا حق لینے کیلئے مصلح و خیر خواہ کے سامنے غیبت کا سہارا لینا درست ہے۔ اسلئے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سکوت فرمایا اور بقدرِ ضرورت لینے کا ارشاد مرحمت فرمایا۔ ان جیسی احادیث کو علماء نے سامنے رکھ کر غیبت کے مباح ہونیکی چند صورتیں بیان کی ہیں۔ اسکو ہم اختصاراً یہاں درج کرتے ہیں:

(۱) ظلم کو آشکارا کرنے کیلئے یعنی سلطان اور قاضی کے پاس ظلم کی شکایت کرنا بطریق غیبت درست ہے۔ (۲) استفتاء کیلئے کسی شخص کے اس فعل کا تذکرہ کرنا اگر یہ تذکرہ اس کے سامنے کیا جاتا تو اسے وہ ناگوار سمجھتا مثلاً یوں کہنا کہ میرے بھائی زید نے یہ کام کیا ہے۔ از روئے شرع کیا حکم ہے لیکن علامہ نوویؒ نے لکھا ہے کہ اس موقعہ پر بھی بہتر یہی بات ہے کہ نام کی تعیین نہ کرے صورتِ مسئلہ کو عام رکھے۔ (۳) لوگوں کو یا کسی خاص فرد کو کسی شخص کے عیب سے باخبر کرنا مثلاً کوئی شخص کسی سے شادی کا رشتہ طے کرنا چاہتا ہے یا کہیں پہ وہ زمین خریدنا چاہتا ہے یا کسی کے ساتھ معاملہ کرنا چاہتا ہے اور وہ آپ سے مشورہ طلب کر رہا ہے تو ضروری ہے کہ جو عیب آپ کے ذہن میں ہو۔ اس کو اس مشورہ لینے والے کے سامنے بیان کردیں۔ جیسا کہ فاطمہ بنت قیسؓ کی روایت اوپر درج کی گئی۔ (۴) جو شخص فسق و بدعت میں علانیہ طور مبتلا ہو تو اس کو دبانے کیلئے اس کے خلاف آواز بلند کرنا بطریق غیبت درست ہے۔ (۵) جب انسان کسی بُرے لقب کے ساتھ مشہور ہوجائے اور اس کے تعارف کیلئے اور کوئی صورت نہ ہو تو اس لقب کا ذکر کرنا درست ہے جب کہ وہ لقب اس کیلئے قادِح بھی ہو۔ بشرطیکہ مقصود تعریف ہو تنقیص نہ ہو۔ جیسے کہ محدثین کے نام کے ساتھ اعمٰی۔ اعرَج احول الی غیر ذالک (ریاض الصالحین النوویؒ)

حضرت عبداللہ ابن مبارکؒ سے دریافت کیا گیا کہ اسانیدِ حدیث میں بعض ناموں کے ساتھ کچھ ایسے القاب آتے ہیں مثلاً سلیمان الاعمش مروان الاصفر تو کیا ان کا نام ان لقبوں کے ساتھ لینا درست ہے تو عبداللہ ابن مبارکؒ نے فرمایا کہ جب تمہارا مقصد اس کے عیب بیان کرنیکا نہ ہو بلکہ اس کی پہچان پوری کرنیکا ہو تو جائز ہے۔ نیز خود آنحضورؐ نے ایک صحابی کو جن کے ہاتھ نسبتاً زیادہ طویل تھے۔ ذوالیدین کے نام سے تعبیر فرمایا۔ (معارف القرآن)

۶) اصلاح کی نیت سے کسی مُنکر کو ختم کرنے کیلئے کسی فرد کی بُرائی کا تذکرہ کرنا اس شخص کے پاس جس سے یہ امید رکھتا ہو کہ اس کے ذریعہ اصلاح ہوسکتی ہے۔ (ریاض الصالحین النوویؒ) صاحبِ مظاہر حق جدید لکھتے ہیں کہ علماء نے یہ بھی لکھا ہے کہ بطریق اصلاح کسی شخص کے عیب کو ذکر کرنا کوئی مضائقہ نہیں رکھتا۔ ممانعت اس صورت میں ہے جب کہ اس کے عیب ذکر کرنے کا مقصد اس شخص کی بُرائی بیان کرنا اور اس کو نقصان و تکلیف پہنچانا ہو۔

سوال: ڈاڑھی کٹانے یا منڈانے والے کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

بلال احمد۔ شیر باغ اسلام آباد

جواب: ڈاڑھی ایک مٹھی سے کم کرنا حرام ہے، بلکہ یہ دوسرے کبیرہ گناہوں سے بھی بدتر ہے، اسلئے کہ اس کے اعلانیہ ہونے کی وجہ سے اس میں دینِ اسلام کی کھلی توہین ہے، اور اللہ و رسول ﷺ سے بغاوت کا اظہار و اعلان ہے، اسی لئے حضراتِ فقہاء رحمہم اللہ نے فیصلہ تحریر فرمایا ہے کہ جو شخص رمضان میں اعلانیہ کھائے پیئے وہ واجب القتل ہے، کیونکہ وہ کھلے طور پر شریعت کی مخالفت کر رہا ہے، حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: "كل امتى معافى الاّ المجاهرون" ''میری پوری امت لائق عفو ہے مگر اعلانیہ گناہ کرنیوالے معافی کے لائق نہیں''۔ دوسرا فرق یہ ہے کہ دوسرے گناہ کسی خاص وقت میں ہوتے ہیں مگر ڈاڑھی کٹانے کا گناہ ہر وقت ساتھ لگا ہوا ہے، سو رہا ہو تو بھی گناہ ساتھ ہے، حتی کہ نماز وغیرہ عبادت میں مشغول ہونے کی حالت میں بھی اس گناہ میں مبتلی ہے، قوم لوطؑ کے اسبابِ عذاب میں ڈاڑھی کٹانا بھی ہے۔ (درمنثور) غرضیکہ ڈاڑھی کٹانے یا منڈانے والا فاسق ہے، اور فاسق کی امامت مکروہِ تحریمی ہے، اسلئے ایسے شخص کو امام بنانا جائز نہیں، اگر کوئی ایسا شخص جبراً امام بن گیا یا مسجد کی منتظمہ نے بنادیا اور ہٹانے پر قدرت نہ ہو تو کسی دوسری مسجد میں صالح امام تلاش کریں اگر میسر نہ ہو تو جماعت نہ چھوڑے بلکہ فاسق کے پیچھے ہی نماز پڑھ لے، اسکا وبال و عذاب مسجد کے منتظمین پر ہوگا۔ (احسن الفتاویٰ جلد ۳/۲۶۰) فقط واللہ اعلم بالصواب

جان دے دی میں نے اُس کے نام پر

جان دے دی میں نے اُس کے نام پر
عشق نے سوچا نہ کچھ انجام پر
میر مت مرنا کسی گلفام پر
خاک ڈالو گے انہیں اجسام پر
رشک سب کرتے ہیں اس ناکام پر
جی رہا ہوں میں تمہارے نام پر
تف ہے یارو طالب اکرام پر
میں فدا ہوں عاشقِ بدنام پر
لڑ رہے ہو اُن سے کیوں دشنام پر
کتنا پردہ ہے تمہارے کام پر
کیا تعجب ہے ترے دشنام پر
اور کیا برسے گا اس بدنام پر
کیوں فدا ہے میرا تو آرام پر
عشق ہوتا ہے فدا آلام پر

﴿مولانا حکیم اختر صاحب حفظہ اللہ﴾

نوٹ: اس شمارے میں شامل اشاعت مضامین و مراسلے وغیرہ سے ادارے کا ہر بات سے متفق ہونا ضروری نہیں۔ مدیر

دوسروں کے حقوق کی ترجیح ہی دِین ہے

حاکم کے حقوق: حاکم ومحکوم کے حقوق میں حاکم میں بادشاہ ونائب بادشاہ اور آقا وغیرہ اور محکوم میں رعیت اور نوکر وغیرہ سب داخل ہیں اور جہاں مالک ومملوک ہوں وہ بھی داخل ہوجائیں گے۔حاکم کے ذمہ پر یہ حقوق ہیں:

محکوم پر دشوار احکام نہ جاری کرے☆ اگر باہم محکومین میں کوئی منازعت ہوجائے عدل کی رعایت کرے، کسی جانب میلان نہ کرے☆ ہر طرح اُن کی حفاظت وآرام رسانی کی فکر میں رہے، دادخواہوں کو اپنے پاس پہنچنے کے لئے آسان طریقہ مقرر کرے☆ اگر اپنی شان میں اس سے کوئی کوتاہی یا خطا ہوجائے کثرت سے معاف کردیا کرے۔

محکوم کے حقوق: حاکم کی خیر خواہی واطاعت کرے۔البتہ خلافِ شرع اَمر میں اطاعت نہیں☆ اگر حاکم سے کوئی امر خلافِ طبع پیش آئے صبر کرے، شکایت وبددعا نہ کرے البتہ اس کی نرم مزاجی کے لئے دعا کرے اور خود اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا اہتمام کرے کہ اللہ تعالیٰ حکام کے دل کو نرم کردیں۔ایک حدیث میں یہ مضمون آیا ہے☆ اگر حاکم سے آرام پہنچے اس کے ساتھ احسان کی شکر گزاری کرے☆ براہِ نفسانیت اس سے سرکشی نہ کرے اور جہاں غلام پائے جاتے ہوں غلاموں کا نان نفقہ بھی واجب ہے اور غلام کو اس کی خدمت چھوڑ کر بھاگنا حرام ہے، باقی محکومین آزاد ہیں، دائرہ حکومت میں رہنے تک حقوق ہونگے اور خارج ہونے کے بعد ہر وقت مختار ہیں۔

سسرالی عزیزوں کے حقوق: قرآن مجید میں حق تعالیٰ نے نسبِ کے ساتھ علاقہ مصاہرۃ کو بھی ذکر فرمایا ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ ساس، سسر اور سالے و بہنوئی اور داماد اور بہو اور ربیب یعنی بیوی کی پہلی اولاد کا بھی حق کسی قدر ہوتا ہے اس لئے ان تعلقات میں بھی رعایت احسان واخلاق کے کسی قدر خصوصیت کے ساتھ رکھنا چاہئے۔

عام مسلمانوں کے حقوق: علاوہ اہلِ قرابت کے اجنبی مسلمانوں کے بھی حقوق ہیں۔اصبہانی نے ترغیب وترہیت میں بروایتِ حضرت علیؓ یہ حقوق نقل کئے ہیں: بھائی مسلمان کی لغزش کو معاف کردے☆ اس کے رونے پر رحم کرے☆ ہمیشہ اس کی خیر خواہی کرتا رہے☆ اس کے عیب کو ڈھانکے☆ اس کے عذر کو قبول کرے☆ اس کی تکلیف کو دور کرے☆ اس کی حفاظت ومحبت کرے☆ اس کے ذمہ کی رعایت کرے☆ بیمار ہو تو عیادت کرے☆ مرجائے تو جنازے پر حاضر ہو☆ اس کی دعوت قبول کرے☆ اس کا ہدیہ قبول کرے☆ اس کے احسان کے مکافات کرے☆ اس کی نعمتوں کا شکریہ ادا کرے☆ موقع پر اُس کی نصرت کرے☆ اس کے اہل وعیال کی حفاظت کرے☆ اس کی حاجت روائی کرے☆ اس کی درخواست کو سُنے☆ اس کی سفارش قبول کرے☆ اسکی مراد سے نا اُمید نہ کرے☆ وہ چھینک کر الحمد للہ کہے تو جواب میں یرحمک اللہ کہے☆ اس کی گمشدہ چیز کو اسکے پاس پہنچادے☆ اسکے سلام کا جواب دے☆ نرمی اور خوش خلقی کے ساتھ اس سے گفتگو کرے☆ اسکے ساتھ احسان کرے☆ اگر وہ اسکے بھروسہ قسم کھا بیٹھے تو اسکو پورا کردے☆ اگر اس پر کوئی ظلم کرتا ہو اس کی مدد کرے، اگر اس پر کوئی ظلم کرتا ہو تو روک دے☆ اس کے ساتھ محبت کرے دشمنی نہ کرے☆ اس کو رسوا نہ کرے☆ جو بات اپنے لئے پسند کرے اس کیلئے بھی پسند کرے۔

اور دوسری احادیث میں یہ حقوق زیادہ ہیں: ملاقات کے وقت اس کو سلام کرے اور مصافحہ بھی کرے تو اور بہتر ہے☆ اگر باہم اتفاقاً کچھ رنجش ہوجائے تین روز سے زیادہ ترکِ کلام نہ کرے☆ اس پر بدگمانی نہ کرے☆ اس پر حسد وبغض نہ کرے☆ امر بالمعروف ونہی عن المنکر بقدر امکان کرے☆ چھوٹوں پر رحم اور بڑوں کی توقیر کرے☆ دو مسلمانوں میں نزع ہوجائے ان میں باہم صلاح کرادے☆ اس کی غیبت نہ کرے☆ اس کو کسی طرح کا ضرر نہ پہنچائے نہ مال میں نہ آبرو میں☆ اگر سواری پر سوار نہ ہوسکے یا اس پر اسباب نہ لاد سکے تو اس کو سہارا لگا دے☆ اس کو اُٹھا کر اس کی جگہ نہ بیٹھے☆ تیسرے کو تنہا چھوڑ کر دو آدمی باتیں نہ کریں اور یاد رکھنا چاہئے کہ جن لوگوں کے حقوق اوپر مذکور ہوچکے ہیں وہ حقوق خاص ہیں اور ان حقوق عام میں وہ بھی شریک ہیں۔

ہمسایہ کے حقوق: اور جن کے علاوہ اس کے اور بھی کوئی صفت ہو اس کے حقوق اور زائد ہوجاتے ہیں مثلاً ہمسایہ کہ اس کے حقوق یہ ہیں:

اس کے ساتھ احسان اور مراعات سے پیش آئے☆ اس کے اہل وعیال کی حفظِ آبرو کرے☆ وقتاً فوقتاً اس کے گھر ہدیہ وغیرہ بھیجتا رہے بالخصوص جب وہ فاقہ زدہ ہو تو ضرور تھوڑا بہت کھانا اس کو دے☆ اس کو تکلیف نہ دے اور خفیف خفیف اُمور میں اس سے نہ اُلجھے، اس کی رفع تکلیف کے واسطے شریعت نے اس کے لئے حق شفعہ ثابت کیا ہے، علماء نے کہا ہے کہ جیسے حضر میں ہمسایہ ہوتا ہے اس طرح سفر میں یعنی فریق سفر جو گھر سے ساتھ ہوا ہو یا راہ میں اتفاقاً اس کی معیت ہوگئی ہو۔حدیث میں ایک کو جار مقام دوسرے کو جار بادیہ فرمایا ہے۔اس

> **حضرت مولانا اَشرف علی تھانوی۔رحمۃ اللہ علیہ**

کا حق بھی مثلِ ہمسایہ حضر کے ہے۔اس کے حقوق کا خلاصہ یہ ہے کہ اس کی راحت کو اپنی راحت پر مقدم رکھے بعض لوگ سفر ریل میں مسافروں کے ساتھ بہت کشمکش کرتے ہیں یہ بہت بُری بات ہے۔

یتیموں ، ضعیفوں کے حقوق: اسی طرح جو دوسروں کا دستِ نگر ہو جیسے یتیم و بیوہ یا عاجز وضعیف یا مسکین و بیمار ومعذور یا مسافر یا سائل، ان لوگوں کے یہ حقوق ہیں: اِن لوگوں کی مالی خدمت کرنا☆ ان لوگوں کا کام اپنے ہاتھ پاؤں سے کردینا☆ ان لوگوں کی دلجوئی وتسلی کرنا☆ ان کے حاجت وسوال کو رد نہ کرنا۔

مہمان کے حقوق: اسی طرح مہمان کہ اس کے یہ حقوق ہیں: آمد کے وقت بشاشت ظاہر کرنا، جانے کے وقت کم از کم دروازہ تک مشایعت کرنا☆ اس کی معمولات وضروریات کا انتظام کرنا کہ جس سے اِن کو راحت پہنچے☆ تواضع وتکریم و مدارات کے ساتھ پیش آنا بلکہ اپنے ہاتھ سے انکی خدمت کرنا☆ کم از کم ایک روز اس کے لئے کھانے میں کسی قدر متوسط درجہ کا تکلف کرنا مگر اُتنا ہی کہ جس میں نہ اپنے کو تردد ہو نہ اس کو حجاب ہو اور کم از کم تین روز تک اس کی مہمانداری کرنا۔اتنا تو اس کا ضروری حق ہے۔اس کے بعد جس قدر وہ ٹھہرے میزبان کی طرف سے احسان ہے مگر خود مہمان کو مناسب ہے کہ اس کو تنگ نہ کرے نہ زیادہ ٹھہر کر نہ بے جا فرمائشیں کرکے نہ اس کی تجویز طعام ونشست وخدمت وغیرہ میں دخل دے۔

دوستوں کے حقوق: اسی طرح جس سے خصوصیت کے ساتھ دوستی ہو قرآن میں اس کو اقارب ومحارم کے ساتھ ذکر فرمایا ہے۔اس کے آداب و حقوق یہ ہیں: جس سے دوستی کرنا ہو، اول اس کے عقائد واعمال ومعاملات واخلاق خوب دیکھ بھال لے۔اگر سب اُمور میں اسکو مستقیم صالح پائے اس سے دوستی کرے ورنہ دور رہے۔صحبتِ بد سے بچنے کی بہت تاکید آئی ہے اور مشاہدہ سے بھی اس کا ضرر محسوس ہوتا ہے۔جب کوئی ایسا ہم جنس ہم مشرب میسر ہو اس سے دوستی کا مضائقہ نہیں بلکہ دنیا میں سب سے بڑھ کر راحت کی چیز دوستی ہے☆ اپنی جان ومال سے کبھی اس کے ساتھ دریغ نہ کرے☆ کوئی امر خلاف مزاج اس سے پیش آجائے اس سے چشم پوشی کرے، اگر اتفاقاً شکر رنجی ہوجائے فوراً صفائی کرلے اس کو طول نہ دے، دوستوں کی شکایت حکایت کبھی لطف سے خالی نہیں مگر اس کو لے کر نہ بیٹھ جائے☆ اس کی خیر خواہی میں کسی طرح کوتاہی نہ کرے، نیک مشورے سے کبھی دریغ نہ کرے، اس کے مشورہ کو نیک نیتی سے سُنے اور قابلِ عمل کو قبول کرے اور یاد رکھنا چاہئے کہ ہندوستان میں جس طرح متبنّٰے بنانے کی رسم ہے کہ اس کو بالکل تمام احکام میں مثلِ اولاد کے سمجھتے ہیں، شریعت میں اس کا کوئی اصل نہیں۔اثر تبنیت کا دوستی کے اثر سے زائد نہیں چونکہ اس کے ساتھ قصداً خصوصیت پیدا کی ہے اس لئے دوستی کے ضابطہ میں اس کو داخل کرسکتے ہیں، باقی میراث وغیرہ اس کو کچھ نہیں مل سکتی کیونکہ میراث اضطراری امر ہے اختیاری نہیں کہ جس کو چاہا میراث دلوادی جس کو چاہا محروم کردیا۔یہاں سے معلوم ہوا کہ ہندوستان میں جو رسم عاق کرنے کی ہے یعنی کسی اولاد کی نسبت کہہ مرتے ہیں کہ اسکی میراث نہ دی جائے شرعاً محض باطل ہے جیسا اوپر معلوم ہوا کہ میراث اضطراری امر ہے اختیاری امر نہیں۔

غیر مسلموں کے حقوق: جس طرح مشارکت قرابت یا اسلام سے بہت سے حقوق ثابت ہوتے ہیں، بعضے حقوق محض مشارکتِ نوعی کی وجہ سے ثابت ہوجاتے ہیں یعنی صرف آدمی ہونے کی وجہ سے انکی رعایت واجب ہوتی ہے گو مسلمان نہ ہو وہ یہ ہیں: بے گناہ کسی کو جانی یا مالی تکلیف نہ دیں☆ بے وجہ شرعی کسی کے ساتھ بدزبانی نہ کرے☆ اگر کسی کو مصیبت، فاقہ ومرض میں مبتلا دیکھے اسکی مدد کرے، کھانا، پانی دیدے، علاج معالجہ کردے☆ جس صورت میں شریعت نے سزا کی اجازت دی ہے اس میں بھی ظلم وزیادتی نہ کرے اس کو ترساوے نہیں۔

جانوروں کے حقوق: اسی طرح مشارکتِ جنسی سے بھی ان کی رعایت لازم ہے۔وہ یہ ہیں: جس جانور سے کوئی معتد بہ غرض متعلق نہ ہو اس کو قید نہ کرے بالخصوص بچوں کو آشیانہ سے نکال لانا اور ان کے ماں باپ کو پریشان کرنا، بڑی بے رحمی ہے☆ جانور قابل انتفاع ہیں ان کو بھی محض مشغلے کے طور پر قتل نہ کرے۔اس میں شکاری لوگ بہت مبتلا ہے☆ جو جانور اپنے کام میں ہیں انکی خورد ونوش و راحت رسانی وخدمت کا پورے طور سے اہتمام کرے۔انکی قوت سے زیادہ ان سے کام نہ لے، ان کو حد سے زیادہ نہ مارے☆ جن جانوروں کو ذبح کرنا ہو یا بوجہ موذی ہونے کے قتل کرنا ہو، تیز اوزار سے جلدی کام تمام کردے، اس کو تڑپائے نہیں، بھوکا پیاسا رکھ کر جان نہ لے۔

خود اپنے عائد کردہ حقوق: یہ حقوق مذکورہ تو وہ تھے جو ابتداً اس کے ذمہ لازم ہیں اور بعضے وہ حقوق ہیں جو انسان خود اپنے اختیار سے اپنے ذمہ کرلیتا ہے۔ان میں بعض حقوق اللہ تعالیٰ کے ہیں اور وہ تین قسم لے ہیں:

قسم اوّل: وہ حق جس کا سبب اطاعت ہے وہ نذر ہے۔سو اگر عبادت مقصودہ کی ہو تو ایفاء مستحب ہے اور اگر مباح کے ہو لغو ہے اگر معصیت کے ہو ایفاء حرام ہے اور غیر اللہ کی نذر ماننا قریب شرک کے ہے۔

قسم دوم: جس کا سبب امر مباح ہے جیسا کفارہ یمین مباح اور قضائے رمضان ومسافر ومریض کے لئے یہ حقوق واجب الادا ہیں۔

قسم سوم: جس کا سبب معصیت ہے، جیسے حدود اور کفارات جو بلا عذر شرعی روزہ افطار کرنے سے یا قتلِ خطا یا اظہار سے واجب ہوتے ہوں۔یہ حقوق بھی واجب الادا ہیں اور جن حقوق کا سبب اختیاری ہے بعض ان میں حقوق العباد ہیں وہ بھی مثل تقسیم مذکور تین ہیں:

قسم اوّل: جس کا سبب اطاعت ہو وہ وعدہ کا پورا کرنا ہے۔یہ ضروری ہے اس میں کوتاہی کرنا علامتِ نفاق کی فرمائی گئی۔

قسم دوم: جس کا سبب امر مباح ہو وہ دین ہے اور جو مثلِ دین کے ہو، جس طرح بیع کا تسلیم کرنا اور منکوحہ کا اپنے نفس کو سپرد کرنا اور شفیع کو جائیداد مطلوبہ دے دینا، قیمت ادا کرنا، مہر ادا کرنا، مزدور کی مزدوری دینا، عاریت اور امانت واپس کرنا یہ سب واجب ہیں۔

قسم سوم: جس کا سبب معصیت ہو، جیسے کسی کو قتل کردینا، کسی کا مال چھین لینا یا چُرالینا یا خیانت کرنا یا کسی کی آبروریزی کرنا سخت زبانی سے یا غیبت سے، ان اُمور کا تدارک اور معاف کرانا فرض ہے ورنہ آخرت کا بدلہ عبادت دینی ہوگی یا سزا جھیلنی پڑیگی۔

www.khanqah.in

www.khanqah.in

بقیہ : صفحہ آخر سے آگے.........

بقیہ : صفحہ آخر سے آگے.........

کہ فرماتے تھے کہ بہت بڑی خیانت کی بات ہے کہ تو اپنے بھائی (مسلمان) کو کوئی ایسی بات کہے کہ وہ اس میں تجھ کو سچا سمجھ رہا ہے اور تو اس میں جھوٹ کہہ رہا ہے۔ (ابوداؤد)

(۷) حضرت معاذؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنے بھائی (مسلمان) کو کسی گناہ سے عار دلاوے، اس کو موت نہ آوے گی، جب تک کہ خود اس گناہ کو نہ کرے گا (یعنی عار دلانے کا یہ وبال ہے اگر کسی خاص وجہ سے ظہور نہ ہو اور بات ہے اور خیر خواہی سے نصیحت کرنے کا کچھ ڈر نہیں) (ترمذی)

(۸) حضرت واثلہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے بھائی (مسلمان) کی (کسی دنیوی یا دینی بری) حالت پر خوشی مت ظاہر کر! کبھی اللہ تعالیٰ اس پر رحمت فرمادے اور تجھ کو مبتلا کردے۔ (ترمذی)

(۹) عبدالرحمٰن بن غنمؓ اور اسماء بنت یزیدؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندگانِ خدا میں سب سے بدتر وہ لوگ ہیں جو چغلیاں پہنچاتے ہیں اور دوستوں میں جدائی ڈلواتے ہیں۔

(۱۰) حضرت ابن عباسؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ اپنے بھائی (مسلمان) سے نہ (خواہ مخواہ) بحث کیا کر اور نہ اس سے (ایسی) دل لگی کر (جو اس کو ناگوار ہو) اور نہ اس سے کوئی ایسا وعدہ کر جس کو تو پورا نہ کرے۔ (ترمذی)

ف: البتہ اگر کسی عذر کے سبب نہ کر سکے تو معذور ہے، چناں چہ زید بن ارقمؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ کوئی شخص اپنے بھائی سے وعدہ کرے اور اس وقت پورا کرنے کی نیت تھی مگر پورا نہیں کر سکا اور (اگر آنے کا وعدہ تھا تو) وقت پر نہ آسکا (اس کا یہی مطلب ہے کہ کسی عذر کے سبب ایسا ہو گیا) تو اس پر گناہ نہ ہوگا۔ (ابوداؤد و ترمذی) ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ﴿ ألیس اللہ بکاف عبدہ ﴾ (سورہ زمر ع ۴) کیا اللہ اپنے بندے کے لیے کافی نہیں؟ (پھر وہ کیوں دوسرے کے سامنے ہاتھ پھیلائے)

اللہ تعالیٰ نے دوسروں کو جو کچھ اس دنیا میں دے رکھا ہے اس کی حرص نہ کرنے اور اس کی طرف طمع کی نگاہ سے نہ دیکھنے کا براہِ راست حکم دیتے ہوئے ایک جگہ ارشاد فرمایا گیا ہے۔

اور ہرگز آنکھ اٹھا کے نہ دیکھو ان سامانوں کی طرف جن سے ہم نے ان میں کے مختلف لوگوں کو متمتع کر رکھا ہے۔ (سورہ طٰہٰ)

ایک دوسری جگہ ہدایت فرمائی گئی ہے: ﴿ولا تتمنوا ما فضل اللہ بہ بعضکم علیٰ بعض﴾ (سورۃ النساء ع ۵)

اور مت تمنا اور ہوس کرو، اس چیز کی جس میں اللہ نے تم میں سے بعض کو بعض پر بڑائی اور فوقیت دی ہے۔

مطلب یہی ہے کہ جو چیز اللہ نے اس دنیا میں کسی کو دی اور تمہیں نہیں دی، تو تم اس کی ہوس مت کرو، بل کہ اس کی طرف آنکھ اٹھا کے بھی نہ دیکھو، بس اسی کا نام قناعت ہے۔

CHAND SOLARS
NEAR J&K BANK, T.P. BRANCH KULGAM
Cell No's: 9419639044, 9596106546

دارالعلوم سواء السبیل آپ کی خدمت..........؟

دارالعلوم سواء السبیل کھانڈی پورہ کولگام جو محتاج تعارف نہیں، پچھلے تیس سال سے اپنی منزلیں طے کرتے آرہا ہے۔ الحمدللہ ہزاروں کی تعداد میں اُمت مسلمہ کے ایمان و یقین اور علم و عمل کو بحر علم و عرفان سے پانی پلاتا رہا، جس کے نتیجے میں سینکڑوں حفّاظ و علماء اور ائمہ پوری وادی میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اللہ کے فضل و کرم سے روز بروز یہ علمی و ایمانی تشنگی بڑھتی ہی جا رہی ہے اور طلباء کی تعداد بھی بڑھتی جا رہی ہے۔

لیکن دوسری طرف دارالعلوم سواء السبیل میں طلباء کی رہائش کیلئے جگہ کی بہت زیادہ تنگی ہے۔ اس سلسلے میں اب دارالعلوم میں کچھ تعمیراتی کام کا آغاز ہونے لگا، مسجد شریف کی تعمیر بھی زیر تکمیل ہے۔ اس سلسلے میں اہل خیر حضرات سے تعاون کی گذارش کی جا رہی ہے، مثلاً: آپ اپنے والدین یا کسی رشتہ دار یا خود اپنے لئے صدقہ جاریہ کیلئے یہ کام کرسکتے ہیں کہ ☆ ایک کمرہ آپ اپنے ذمہ لے سکتے ہیں۔ ☆ کھڑکیاں اور دروازے کی لاگت آپ دے سکتے ہیں۔ ☆ سیمنٹ یا لوہا خود لا سکتے ہیں یا اس کی لاگت دے سکتے ہیں۔ ☆ آپ ایک کمرے کیلئے اینٹیں فراہم کرسکتے ہیں۔ ☆ آپ مزدوروں کی مزدوری دینے میں حصہ لے سکتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ یہ سارا کچھ آپ دو یا تین مرحلوں میں بھی ادا کرسکتے ہیں۔

آپ کے خیر اندیش۔ خدّام : دارالعلوم سواء السبیل کھانڈی پورہ کولگام کشمیر

CHAND SOLARS
NEAR J&K BANK, T.P. BRANCH KULGAM
Cell No's: 9419639044, 9596106546

اپنے غرور سے باز آجا اس سے پہلے کہ تجھ پر مار پڑے!

پیرانِ پیر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک خطاب

تیری علیٰحدگی اور خدا سے غیر حاضر رہنے نے تجھ کو خدا کے ساتھ مغرور بنا دیا اپنے غرور سے باز آجا اس سے پہلے کہ تجھ پر مار پڑے، ذلیل کیا جائے اور مسلط کر دیئے جائیں، تجھ پر بلیات کے سانپ اور بچھو تو نے بلا کا مزہ نہیں چکھا پس ضرور ہوا کہ مغرور یعنی جو کچھ تیرے پاس ہے اس پر اترائے مت کہ یہ سب عنقریب جاتا رہے گا اللہ عز وجل فرماتا ہے یہاں تک کہ جب وہ لوگ اترائے اس مال و دولت پر جو ان کو دی گئی تھی تو ہم نے اچانک ان کو پکڑ لیا جو نعمتیں اللہ پاک کے پاس ہیں ان سے بہرہ یابی صبر ہی کی بدولت ہو سکتی ہے اور اسی لئے اللہ پاک نے صبر کی جگہ جگہ تاکید فرمائی ہے فقر اور صبر دونوں جمع نہیں ہو سکتے مگر مومن کے حق میں۔ جو بندے محبّ ہوتے ہیں وہ تکلیفوں میں مبتلا کئے جاتے ہیں، پس صبر کرتے ہیں اور ان کو نیک کاموں کا بلا کے ساتھ ساتھ الہام کیا جاتا ہے اور جو جو تکلیف ان کو ان کے رب کی طرف سے پہنچتی رہتی ہے وہ اس پر جمے رہتے ہیں اگر صبر نہ ہوتا تو تم مجھ کو اپنے اندر نہ دیکھتے میں گویا جال بنایا گیا ہوں جو پرندوں کا شکار کرتا ہے، رات بھر کیلئے میری آنکھیں کھولدی جاتیں اور دن میں میرے پاؤں سے جال چھڑا لیا جاتا ہے۔ درآنحالیکہ آنکھیں بند رکھی جاتی ہیں اور میرا پاؤں جال میں بند ھا رہتا ہے (کہ کہیں جانہ سکوں اور نصیحت سے آزاد منشوں کو پابندِ شرع اور غلام حق بناتا رہوں) یہ تمہاری ہی مصلحت کیلئے ہے مگر تم پہچانتے نہیں اگر حق تعالیٰ کی موافقت (جو میرے ذمہ فرض ہے) نہ ہوتی تو کون عاقل ہے جو اس شہر میں بیٹھنا گوارا کرے اور اسکے باشندوں میں رہے کہ عام طور پر اس میں ریا و نفاق اور ظلم و شبہات و حرام کی کثرت ہے، حق تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکر گزاری اور نعمتوں سے فسق و فجور پر اعانت حاصل کرنا بڑھا ہوا ہے، کثرت سے وہ لوگ ہیں جو گھر میں بیٹھیں تو درماندہ بیکار بنیں اور دُکانوں پر آئیں تو بڑے پرہیز گار بنیں۔ کھانے پینے میں زندیق اور منبر پر آویں تو گویا صدیق ہیں، اگر حکم کا پابند نہ ہوتا تو میں بتا دیتا جو کچھ تمہارے گھروں میں ہے لیکن میرے لئے ایک بنیاد ہے جس کو تعمیر کی ضرورت ہے اور میرے بہت کچھ (روحانی) بچے ہیں جو تربیت کے محتاج ہیں، (پس نصیحت و تبلیغ کی بنیاد پر اصلاح خلق کی تعمیر اور مریدوں کی تکمیل و تربیت کیلئے مجھ کو پردہ پوش بنایا گیا ہے کہ لوگ متوحش نہ ہوں اور پاس آکر منتفع ہوتے رہیں، جو میرے پاس ہے اگر اس میں سے کچھ بھی میں کھولدوں تو وہ میرے اور تمہارے درمیان مفارقت کا سبب بن جائے میں اس حالت میں جسکے اندر اسوقت ہوں انبیاء و مرسلین کی طاقت کا حاجتمند ہوں مجھ کو ضرورت ہے ان کے سے صبر کی جو آدم علیہ السّلام سے میرے زمانے تک گذر چکے ہیں، میں حاجتمند ہوں ربانی قوت کا، اے میرے اللہ لطف اور مدد کر اور رضا نصیب فرما۔ آمین

تو دُنیا میں رہنے اور یہاں کے مزے اُڑانے کیلئے پیدا نہیں ہوا، حق تعالیٰ کی ناراضیوں کی جس حالت میں تو مبتلا ہے اس کو بدل تو نے اللہ کی اطاعت میں صرف لا الٰہ الّا اللہ محمد رسول اللہ کہہ لینے پر قناعت کرلی ہے، حالانکہ جب تک اس کے ساتھ دوسری چیز (یعنی عمل کو) نہ ملائے گا یہ تجھ کو نافع نہ ہوگا۔ ایمان مجموعہ ہے قول کا اور عمل کا۔ ایمان نہ مقبول ہو گا اور نہ مفید جبکہ تو معصیتوں ولغزشوں اور حق تعالیٰ کی مخالفت کا مرتکب ہوگا اور اس پر اڑا رہے گا اگر نماز روزہ اور صدقہ اور نیکو کاریاں چھوڑیگا تو وحدانیت و رسالت کی محض گواہی کیا نفع دے گی؟ جب تو نے لا الٰہ الا اللہ کہا کہ کوئی معبود نہیں بجز اللہ کے تو توحید کا) مدعی تو بن گیا اب کہا جائے گا کہ بتا کوئی تیرا گواہ بھی ہے؟ وہ گواہ کیا ہے؟ حکم ماننا، ممنوعات سے باز رہنا، مصیبتوں پر صبر کرنا، اور تقدیر کے سامنے گردن جھکانا یہ اس دعوے کے گواہ ہیں اور یہ بھی حق تعالیٰ کیلئے اخلاص کے بغیر مقبول نہ ہوں گے کیونکہ کوئی قول قبول نہیں ہوتا بلا عمل کے اور کوئی عمل مقبول نہیں ہوتا بغیر اخلاص اور سنت کے موافقت کے۔ اپنے مال سے جو کچھ ہو سکے فقیروں کی غم خواری کرو۔ اگر کسی چیز کے دینے کی طاقت ہو خواہ ذرا سی ہو یا بہت سی تو سائل کو واپس نہ کرو۔ عطا کو محبوب سمجھنے میں حق تعالیٰ کی موافقت کرو، اور شکر گزار بنو کہ اس نے تم کو اسکا اہل بنایا اور عطا پر قدرت بخشی، تجھ پر افسوس ہے جب کہ سائل اللہ عز وجل کا ہدیہ ہے (جو تیرے پاس بھیجا گیا ہے) اور تو اس کو دینے پر قدرت بھی رکھتا ہے تو ہدیہ کو اسکے بھیجنے والے پر کس طرح رد کرتا ہے؟ میرے پاس بیٹھ کر تو سنتا اور روتا ہے اور جب فقیر آتا ہے تو تیرا قلب سخت بن جاتا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ تیرا رونا اور کان لگا کر سننا خالص اللہ کے واسطے نہ تھا میرے پاس بیٹھ کر سننا اولاً باطن سے ہونا چاہیے، پھر قلب سے اس کے بعد اعضاء کو نیکو کاریوں میں مشغول کرنے سے، جب تو میرے پاس آیا کرے تو ایسی حالت سے آیا کر کہ اپنے علم اور عمل اور زبان اور نسب اور حسب سے یکسو ہو کر اور مال اور اہل کو بھولا ہوا ہو، میر سامنے بیٹھ کر ماسوائے اللہ سے قلب کو برہنہ بنا، یہاں تک کہ خدا اس کو اپنے قرب اور فضل و احسانات کا جامہ پہنائے۔ میر پاس آنے کے وقت جب تو ایسا کرے گا تو اس پرندا جیسا بن جائے گا جو صبح کو بھوکا اُٹھتا اور شام کو پیٹ بھر واپس آتا ہے (کہ توکل کے دسترخواں سے بلا کسب شکم سیر ہوتا ہے) حق تعالیٰ کے نور سے قلب کو منور بنا اور اسی لئے جناب رسول اللہ حضرت محمد مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ مومن کی فراست سے ڈرو کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے، اے فاسق! ڈر مومن سے اور اپنے معاصی کی گندگی میں لتھڑا ہوا اسکے پاس مت آ کیونکہ وہ اللہ عز وجل کے نور سے اس حالت کو دیکھتا ہے جس میں تو ملوث ہے، وہ دیکھتا ہے تیرے شرک کو تیرے نفاق کو۔

Vol. 14 No: 42 22 November 2013 Friday

Printer,Publisher:Nizam-ud-din Qurashi
Associate Editor: Hafiz Mushtaq Ahmad Thoker
Postal Adress: Post Box No. 1390 G.P.O Srinager
Sub Office: Khandipora Katrasoo Kulgam Kashmir-192232
Phone No: 01931-212198
Mobile: 09906546004
Branch Office: Srinagar Ph: 2481821

Widely Circulated Weekly News Paper
MUBALLIG
Kashmir

Decl. No: DMS/PUB/627-31/99
R.N.I. No: JKURD/2000/4470
Postal Regd. No: SK/123/2012-2014
Posting Date: 23-11-2013
Printed at: Khidmat Offset Press Srinager
e-mail: muballigmushtaq@gmail.com
muballig_mushtaq@yahoo.com.in

اسلام کی بنیادی تعلیمات سے واقفیت 18

اعدادوتقدیم: (مولانا) حذیفہ بن غلام محمد وستانوی، ناظم تعلیمات اکل کوا

اور تین رکوع کے بعد اسی سورہ بقرہ میں راہ خدا میں اپنی دولت وطاقت وغیرہ خرچ کرنے کی ترغیب دیتے ہوئے اس کی نافعیت اور اس کے اجروثواب کے بارے میں فرمایا گیا ہے۔﴿وما تنفقوا من خیر فلأنفسکم وما تنفقوا إلا ابتغاء وجه الله وما تنفقوا من خیر یوف إلیکم وانتم لا تظلمون﴾ (سورہ بقرہ: ع۳۷) اور جو اچھی چیز تم (اللہ کے بندوں پر) خرچ کروگے اس کا نفع اور ثواب تم ہی کو پہنچے گا، اور تمہارا خرچ کرنا اللہ ہی کے لیے ہونا چاہئے، اور جو اچھی چیز بھی تم راہ خدا میں صرف کروگے، تم اس کا پورا پورا صلہ ملے گا اور تمہاری کوئی حق تلفی نہ ہوگی۔

سخاوت کی طرح استغناء وقناعت بھی انسان کے اعلیٰ شریفانہ اخلاق میں سے ہے، بلکہ کہنا چاہئے کہ یہ دونوں نفس انسانی کی ایک ہی پاکیزہ صفت کے دورخ ہیں استغناء وقناعت کا مطلب یہ ہے کہ انسان کو جو کچھ اپنے جائز ذرائع اور محنت کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملے، وہ اسی کو اپنا حق وحصہ اور اپنے لیے کافی سمجھے اور دوسروں کی چیزوں پر للچائی ہوئی نگاہ نہ ڈالے، اور نہ مخلوق میں سے کسی کے سامنے احتیاج وطلب کا ہاتھ پھیلائے قرآن مجید کی ہدایت ہے کہ ہر انسان اللہ تعالیٰ کا بندہ ہے، اور اللہ تعالیٰ ہی اس کا رحیم وکریم رب ہے، لہٰذا اس کو چاہئے کہ اپنی حاجتوں کے لیے اس کے سوا کسی کے سامنے اپنا ہاتھ نہ پھیلائے اللہ کے خزانے میں سب کچھ ہے، اور اس کی رحمت بندوں کے لیے کافی ہے۔

عقائد (۱۴) فرشتوں کو نور سے پیدا کیا گیا، اور ہماری نظروں سے انہیں اوجھل رکھا گیا، وہ اللہ کے احکامات کی نافرمانی نہیں کرتے، اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو جس کام میں لگادیا ہے، اسی کام میں لگے ہوئے ہیں، فرشتوں کی تعداد اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا فرشتوں میں بڑے اور مشہور چار ہیں:

جبرائیل: انبیاء پر کتابیں اور ربانی پیغام لاتے ہیں۔
میکائیل: بارش اور روزی کا انتظام کرتے ہیں۔
اسرافیل: قیامت کے دن صور پھونکیں گے، جس سے ساری کائنات فنا اور نیست ونابود ہوجائے گی۔
عزرائیل: جانوں سے روح نکالتے ہیں۔

اللہ نے قرآن حکیم میں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ارشادات میں دین کی باتیں بتادی ہیں، دین مکمل وکامل شکل میں موجود ہے، اپنی طرف سے دین میں نئی نئی باتیں شامل کرنا اسے بدعت کہا جاتا ہے، جو مردود ہے۔

اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ایک ایمان بالکتب ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن حکیم نازل فرمایا، جس میں اطلاع دی گئی کہ اس سے قبل بھی اللہ تعالیٰ نے بے شمار صحائف نازل کئے حضرت موسیٰ پر تورات حضرت داؤد پر زبور اور حضرت عیسیٰ پر انجیل اتاری ان پر بھی ایمان لایا جائے انہیں بھی اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتابیں سمجھی جائے اور حضرت ابراہیم پر صحیفے آئے اور حضرت موسیٰ پر بھی آئے، انہیں بھی مانا جائے، ماننا سب کو ہے مگر ایمان اور اعتقاد صرف قرآن حکیم پر رکھنا ہے، قرآن حکیم جن باتوں کی تصدیق کرے انہیں تسلیم کیا جائے، اور جن باتوں کی تردید کرے، انہیں نہ تسلیم کیا جائے، ایمان باللہ اور ایمان بالملائکہ کے بعد اللہ تعالیٰ کی کتابوں پر ایمان لانے کا حکم ہے۔

الکتاب مصدر ہے، کتاب اسے کہتے ہیں جس میں لکھا جائے 'خط' صحیفہ، فرض اور حکم بھی کتاب کو کہا جاتا ہے، اور کتب اس کی جمع ہے (۲) ایک دوسرے کے ساتھ ملانا، جمع کرنا، چوں کہ کتاب کے مضامین بھی ایک دوسرے کے ساتھ ملے ہوئے ہیں، اس لئے اسے کتاب کہا جاتا ہے (۳) کلام اللہ کو بھی کتاب کہا جاتا ہے، خواہ وہ لکھا ہوا ہو یا نہ ہو (۴) نوشتہ، نامہ، پوتھی، گرنتھ، جلد، نسخہ، رسالہ، رجسٹر، بیاض، (۵) کتاب علی الاطلاق ہر اس کتاب کو کہا جاتا ہے جو اللہ کی طرف سے نازل ہوا الہامی کتاب۔ اہل الکتاب ان لوگوں کو کہا جاتا ہے، جو الہامی اور آسمانی کتاب کے پیرو ہوں، ام الکتاب' کا معنی ہے اصل کتاب (۶) کتب ماضی کا صیغہ ہے، اس کا معنی ہے اس نے لکھا جب اس کا صلہ علی ہو تو اس کا معنی ہوتا ہے 'کسی چیز کے متعلق فیصلہ کرنا، واجب کرنا، جیسا کہ کتب الله علی عباده الطاعة وعلی نفسه الرحمة اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اطاعت کا حکم دیا، اور اپنی ذات پر رحمت کو ضروری قرار دیا ہے۔

حضرت ابوذر غفاری نے حضرت نبی اکرم سے دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے کل کتابیں کس قدر اتاری ہیں، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے سو صحائف اور چار کتابیں اتاری ہیں۔

پچاس صحیفے حضرت شیث علیہ السلام پر۔ تیس صحیفے حضرت ادریس علیہ السلام پر۔ دس صحیفے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر۔ تورات حضرت موسیٰؑ پر۔ دس صحیفے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات سے پہلے، اور ان کے علاوہ چار کتابیں نازل فرمائیں۔ زبور حضرت داؤدؑ پر۔ انجیل حضرت عیسیٰ پر۔ اور قرآن حضرت مجید حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر۔

قرآن کا معنی: قرآن فعلان کے وزن پر ہے قرآن کے بارے میں چار احتمالات ہیں کہ اس کا معنی کیا ہے۔ (۱) قرآن قراۃ سے ہے جس کا معنی ہے پڑھنا اس لحاظ سے قرآن کا معنی ہوگا ایسی کتاب جسے پڑھا گیا ہو، یا یہ وہ کتاب ہے جو قابل تلاوت ہے، چوں کہ فعلان کے وزن پر ہے اور فعلان مبالغہ کا صیغہ ہے اس کا معنی ہے وہ کتاب جو بار بار پڑھی جائے۔ (۲) قرآن یہ قرائن سے ہے، قرائن یہ قرینہ کی جمع ہے جس کا معنی ہے علامت اور دلیل، اس کا مطلب یہ ہوا کہ قرآن اپنی صداقت وحقانیت اور منزل من اللہ ہونے پر اپنی دلیل آپ ہے (۳) قرآن قرء سے ہے، جس کا معنی ہے، جمع کرنا، اس لحاظ سے دو معنی ہوئے (۱) قرآن وہ کتاب ہے جسے جمع کیا گیا ہے (۲) قرآن وہ کتاب ہے جس میں سب کچھ جمع کر دیا گیا ہے۔ (۴) قرآن قرن سے ہے۔ اس کا معنی ہے، متصل ہونا 'ملنا' اس لحاظ سے قرآن کا معنی ہوا ایسی کتاب جس کے مضامین ایک دوسرے کے ساتھ ملے ہوئے ہیں، اس کی سورتوں کے درمیان اتصال ہے (کتابوں کے معانی کے سلسلے میں یہ ضمنی مگر مفید بحث ہے)۔

دوستی یا دشمنی کس سے ہو؟

دوستی یا دشمنی کے حقدار ہونے کے اعتبار سے لوگوں کی تین قسمیں ہیں: (۱) وہ لوگ جو ایسی خالص محبت اور دوستی کے حقدار ہیں کہ جن میں عداوت ونفرت کا کوئی حصہ شامل نہ ہو۔ (۲) وہ لوگ جو ایسی عداوت وبغض کے حقدار ہیں جن میں دوستی ومحبت کا کوئی عنصر شامل نہ ہو۔ (۳) وہ لوگ جو بعض وجوہات کی بناء پر محبت کئے جانے اور بعض وجوہات کے اعتبار سے نفرت وعداوت کے حقدار ہیں۔

پہلی قسم میں خالص مؤمنین جن میں سرِفہرست حضراتِ انبیاء کرام علیہم السلام پھر صدیقین پھر شہداء اور صالحین داخل ہیں۔ دوسری قسم میں کفار، مشرکین، منافقین اور ملحدین داخل ہیں۔ تیسری قسم میں وہ مؤمنین داخل ہیں جن میں کچھ نافرمانیاں پائی جاتی ہیں لیکن عقیدہ صحیح ہے، یہ لوگ دولت ایمان کی وجہ سے محبت کئے جانے اور بعض نافرمانیوں کی وجہ سے ناراضگی کے مستحق ہیں۔ (المسائل المهمة: ۲/۲۷۵)

برتھ ڈے (Birthday) یعنی سالگرہ منانا: بعض حضرات اپنے چھوٹے بچوں کی یا خود کی سالگرہ مناتے ہیں یہ ایک غیر شرعی عمل اور کفار سے مشابہت ہے، نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی اپنی اور اپنے بچوں کی سالگرہ منائی نہ صحابہ نے نہ بعد کے صالحین نے، یہ مغربی تہذیب کی دین ہے، لہٰذا اس کا چھوڑنا ضروری ہے۔ (المسائل المهمة: ۲/۲۸۳)

بدنظری حرام ہے: ہر مرد وعورت پر فرض ہے کہ اپنی نگاہوں کو پست رکھیں یعنی ہر وہ چیز جسکی طرف دیکھنے سے شریعت نے منع فرمایا ہے اس کو نہ دیکھیں، کیونکہ بدنظری حرام ہے البتہ اگر اچانک نظر پڑ جائے تو معاف ہے لیکن فوراً اپنی نگاہ ہٹالیں۔ (المسائل المهمة: ۲/۲۸۷)

(۴) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے روز سب سے بدتر (حالت میں) اس شخص کو پاؤگے جو دورویہ ہو، یعنی جو ایسا ہو کہ ان کے منہ پر ان جیسا ان کے منہ پر ان جیسا۔ (بخاری ومسلم) (۵) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم جانتے ہو غیبت کیا چیز ہے؟ صحابہ نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: (غیبت یہ ہے کہ) اپنے بھائی (مسلمان) کا ایسے طور پر ذکر کرنا کہ (اگر اس کو خبر ہو تو) اس کو ناگوار ہو، عرض کیا گیا کہ یہ بتلایے کہ کہ اگر میرے (اس) بھائی میں وہ بات ہو جو میں کہتا ہوں (یعنی اگر میں سچی برائی کرتا ہوں) آپ نے فرمایا: اگر اس میں وہ بات ہے جو تو کہتا ہے تب تو، تو نے اس کی غیبت کی اور اگر وہ بات نہیں ہے جو تو کہتا ہے تو، تو نے اس پر بہتان باندھا۔ (مسلم)

(۶) حضرت سفیان بن اسد حضرمیؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے// بقیہ صفحہ 7 پر......